

RARE BOOK  
NOT TO BE ISSUED

مجلد اول

حاجی دین حبیب کردگار

جال خداوردی ہے اسلام عجیب و غریب

از ابن مسعود رضی اللہ عنہ

# کرامات میراں

تغیث لعلہ تارا گدہ

## شکوہ خشکساری

الحمد لله الذي جعل في هذا الكتاب بغير خدش من بردان  
اسلام و به آگاہی زائران نیک انجام به سعی تمام نشی  
سید بنده حسن المخلص به حضور دل جناب شی میر عبدالحکیم  
صاحبزادہ درگاہ مقدس جناب میر میر حسین جنگل و قلات  
برند فوراً اندر مرقدہ تارا گدہ قالب تحریر سے مزین کر کے  
محدث اہل اسلام پیش کش کیجاتی ہے امید کہ مقبول عام ہو کر یادگار مصنف  
ثابت ہوگی۔ آمین ثم آمین رب العالمین

اشاعت اسلام

در مطبع

سید ایک شکر خوار

مکتبہ المطابع برقی پرنس دہلی مبنی علیہ السلام

۱۹۲۵ عیسوی

Checked  
1987

1696  
5

CHECKED 1986

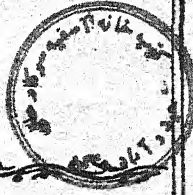
CLICED 1995

NOT TO BE ISSUED

کتاب  
طرح  
شوق  
حیات  
دین  
مطالعہ

بسم تعریف کتاب  
 تاریخ دینامیں ایسی عجیب اور بہتر کتاب کی کثرت ضرورت تھی جس میں  
 ہر حال میں مصدقہ جناب سرور شہداء ہند کی تعریف ہو جناب امیر حسین  
 خستہ اقبال کفار و مشرکوں کے بغض و نفرت کے ساتھ  
 ہر ایک کی جملہ اصلاحیہ باتوں پر غور و خوض کے ساتھ  
 ہر ایک کی قوم و جنس کے ہر فرد کی تعریف ہو جناب امیر حسین  
 امیر کوئی اسلام کا بوجہ حقیقت کا لڑائی میں  
 اہل ہندو کی تعریف ہو جناب امیر حسین

# بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ



## الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

اس میں کلام نہیں کہ تمام حمد و ستائش اسی خالق عالم کو دینا ہے کہ جو رب ہے تمام عالم کا اور بعد اس کے  
 نعمت کا وہ ہی بشد سزاوار ہے کہ جس کا لقب خیر البشر رکھا گیا اور تمام نعمتیں بندوں کو اس کے  
 وسیلہ سے عنایت اور بخشش کی گئیں۔ سلام ہو ان کی آل و اصحاب و اہل بیت پر کہ جن کے دست  
 فیض سے آج پاشی باغ اسلام کی عمل میں آئی اور سلام ہو ان بزرگان دین پر کہ جنہوں نے صعوبات  
 سفر برداشت کر کے اسلامی اشاعت میں اپنی جانیں نثار کر دیں۔

اس میں شک و شبہ نہیں کہ وجود ذات محمدی نے ان تمام ضرورتوں کو نہایت اچھی طرح پورا کیا جس کا اہل  
 توسل آپ کی ذات فیض برکات سے تھا آپ کا ختم الانبیاء ہونا ایک خاص مصلحت یا رسی تعالیٰ تھی۔ بقول

	<p>ہوئے ختم النبی احمد یہ نبی مرضی حق و رب                  صنی اللہ سے بھی خلق سے خیر البشر پہلے</p>	
--	---	--

کتاب



کوکا لک لک کا مقدس کلمہ آپ ہی کی ذات مقدس کے لئے نازل ہوا۔ آپ دیگر پیروں کی طرح محدودے معجزات پر قادر نہ تھے۔ بلکہ جمیع تابوت سکینہ کے آپ وارت منجانب اللہ تھے۔ شتی القمر کا ظہور میں آنا۔ حسب ضرورت آفتاب کا رجعت کرنا۔ پایہ معراج کا حاصل ہونا۔ مرد و نیک حیات تازہ بخشنا۔ اور نیز تمام مخلوقات کا سیطع فرمان بن جانا۔ جانوروں کا مقدمہ رسالت میں شہادت دینا۔ قرآن مجید فرقان حمید کا زبان خدا بن کر تصدیق رسالت کرنا وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب زبردست اور مدلل ثبوت آپ کے بنی آخر الزمان ہونے کے ہیں۔

### مسدس نعتیہ از مصنف

پیشوا نوح کے الیاس کے پیہر ہیں یہ      خلق پر دست نگران کی تو نگر ہیں یہ  
گو بھر ہیں یہ مگر خیر کے خوگر ہیں یہ      لشکری دوسرے مرسل ہیں یہ افسر ہیں یہ  
زہے قسمت جو بشر خیر اور انک پہونچے      ہاں اسی نور قدس سے ہے خلی میں تری  
پہونچے بندہ جو دہاں تک تو خدا تک پہونچے      تہا یہی حسن جو یوسف کی ہوئی ناموری  
برسر طور اسی نور کی تھی جلوہ گری۔      مرجبا سید کمی مدنی العزلی  
دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش نقیبی  
ان سے داؤد ہمیں بے تراز سیکھا      راستہ خضر نے بھی ان سے بتانا سیکھا  
مجرمہ ان سے رسولوں نے دکھانا سیکھا      انکی تعلیم سے عیسیٰ نے جلانا سیکھا۔  
ان سے ضویائی تو مہر فلک آرا چمکا  
ان کی شفقت سے سلیمان کا رستار اچکا  
یا خدائے محمد مرا شیوہ ہو جائے      زائر و ضئے الفد ترا بندہ ہو جائے  
عشق احمد میں مرا نمونوں کا نقشہ ہو جائے      ہو وہ سودا کہ گلی کو چو نہیں شہرہ ہو جائے  
دام گیرے محمد میں پھندا دے یارب

کتاب  
ثانی جن میں

اور بعد اسکے  
اس کو اسکے  
بن کے دست  
نے صعوبات

اجنکا اصلی  
مصنف  
بقول

یہ مزہ ہی مرے بندہ کو چکھا دی یارب  
 رات دین کیوں نہ تری خیر نہائیں ساقی  
 تیرا بیخانہ کہاں چھوڑ کے جائیں ساقی  
 تیرے صدقے ہوں تری لیلیں بلائیں ساقی  
 بادہ کش کیونکہ تری یاد بھلائیں ساقی  
 کشت ایساں تری رحمت کو ہری رہتی ہے  
 شیشہ دل میں تری یاد بھری رہتی ہے  
 وصل خوردن کا طے یہ مجھے پروا کیا ہے  
 گلشنِ خلد بریں پیچ ہے طوبی کیا ہے  
 عشقِ احسن سے سوادِ لبث عقبہ کیا ہے  
 کوئی پرساں ہو تو بتلاؤں کہ منشا کیا ہے  
 نوح کی طرح مرا پارِ سفینہ ہو جائے  
 آرزو ہے کہ وطنِ شہرِ مدینہ ہو جائے  
 حضرت موسیٰ کو دواں خضر ہے دیا نی کا  
 مصدرِ روین ہے وہ منبع ہے مسلمانی کا  
 یہاں کے خدام کو دعویٰ ہے سلیمانی کا  
 شوقِ اللہ کو ہے ان کی شناختِ خانی کا  
 ان کی برکت سے جہاں فائز اسلام ہوا  
 یہ ہوئے جیب تو خدائی کا سدا انجام ہوا

## اسلام

اسلام وہ پاک اور حقیقی مذہب ہے کہ جس کی اشاعت کے لئے پروردگار عالم نے ایک  
 لاکھ اسی ہزار پیغمبروں کو یکے بعد دیگرے خلق فرمایا۔ توریت، زبور، انجیل میں اس کے تمام  
 احکامات حسب ضرورت اوقات درج فرما کر عام خلقت کو مطلع فرما دیا۔ مابعد اس کے ہمارے  
 پیغمبرِ آخر الزماں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قرآن مجید بربانِ عربی نازل فرما کر اپنے تمام خاص و عام  
 بندوں کو تابہ روز قیامت اس کی پیروی کا حکم ناطق دے کر سابقہ کی تینوں کتابوں کو منسوخ  
 کر دیا۔ فی الحقیقت اسلام بندوں کے لئے مغفرتِ عظمیٰ ہے۔ خوشادہ لوگ کہ جو دُورِ اسلام میں  
 رہ کر احکامِ الہی کی پیروی کرتے ہیں۔ زمانہ کی آلتِ پیرے کیسی ہی صاحبِ مصیبت کیوں نہ آئے



مگر میدان ایمان سے جنے ہوئے قدم نہیں ہٹاتے پس ایسی ہی سلم کے لئے آسائش جنت ہے اور یہی وہ بچے ایمان والے ہیں جن کے لئے لفظ مومن تجویز کیا گیا ہے۔ اور سورہ رحمان اُن کے انعام کی شاہد ہے۔

خدا توفیق عطا کرے ہر مرد مسلمان کو وہ بزرگان دین کے قائم کئے ہوئے راستہ پر چلے اور پناہ چاہے راہ و لا الضالین سے تاکہ بغیر خطرہ بل صراط سے عبور کرتے ہوئے جنت النعیم کے ہرے بھرے باغ نیک رسائی ہو۔

واضح رہے کہ صرف اسی طریقہ کا نام اسلام نہیں کہ جس کی بنیاد سو چالیس سال سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈالی ہے یس اگر ایسا خیال کیا جائے تو دیگر مذاہب کی طرح یہ مذہب بھی بالکل نیا مذہب ہو جائے۔ مگر نہیں۔ بلکہ یہ ہی اسلام کہ جس میں کلمہ اشہد ان لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ اب پڑھا جاتا ہے۔ شروع خلقت حضرت آدم علیہ السلام سے جاری ہے کبھی اس اسلام کا کلمہ لا الہ الا اللہ آدم صلی اللہ علیہ وسلم۔ لا الہ الا اللہ داؤد خلیفۃ اللہ۔ لا الہ الا اللہ ابراہیم خلیل اللہ۔ لا الہ الا اللہ موسیٰ کلیم اللہ۔ لا الہ الا اللہ عیسیٰ روح اللہ وغیرہ تھا اب چونکہ ہمارے بنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری نبی ہوئے لہذا سابق کے تمام کلمہ محمد رسول اللہ کے اسم گرامی سے بدل دئے گئے۔ اب فرض ہوا ہر اس شخص کا کہ جو خدا کی مقدس بادشاہت میں رہ کر طرح طرح کے رزق و راحت پاتا ہے۔ ہمارے بنی آخر الزمان کا کلمہ طیب بہ صدق دل پڑے تاکہ شکر یہ اُن نعمتوں کا ہو۔ (از مصنف)

## کلمہ طیب

ہے یہ لازم کہ پڑھو اور نکا پیارا کلمہ  
اصل میں زینت کا ہے ایک سہارا کلمہ  
زینت چرخ ہے یہ انجن آرا کلمہ  
مصطفیٰ کہتے ہیں پڑھ لے جو ہمارا کلمہ

درد عوصیاں کا جو لائق ہو شفا ہو جائے

میری طرح اُسے دیدار خدا ہو جائے

بت شکن ہے کلمہ کفر شکن ہے کلمہ  
جوں زباں زیب دہ روئے سخن ہو کلمہ

بات جھوٹی یہ نہیں جان دہن ہے کلمہ لب یا قوت کہ اہل یمن ہے کلمہ

آدمی وہ ہے جسے قدرت گویا ی ہے

اسکی خاطر سے تو خود مونہ نے زباں پائی ہے

یہ نہوتا تو ہر اک آدمی حیواں ہوتا ہوتا انسان بھی تو ہر گز نہ مسماں ہوتا

گل چمک کر نہ کسی باغ میں خنداں ہوتا ورق و فتر کو نین پریشاں ہوتا

رہشٹی بخش ہے خورشید و قمر میں کلمہ

مثل پھل پھول ہے ہر ایک شجر میں کلمہ

کب وہ انسان ہے جو اس کلمہ کو نفرت رکھو وہ زباں لال ہے جو اس سے کدورت رکھو

وہ دہن ہی نہیں جو اسکی نہ عادت رکھو اسکے جوہر نہیں کھلے جو یہ لکنت رکھو

بائی کفر ہے وہ اہل خوارج ہے وہ

ایسا عادی جو نہیں عقل سے خارج ہو وہ

کفر کو کیسا ہے پا مال کیا کلمہ نے دیکھو فرعون کا کیا حال کیا کلمہ نے

کیسا شداو کو بد حال کیا کلمہ نے سینکڑوں کافروں کو لال کیا کلمہ نے

حضرت موسیٰ خراں کا عصا تھا کلمہ

ذالفقار اسد السد بنا تھا کلمہ

آدم پر سہر مطلب۔ یہ بھی مخفی نہیں کہ اس مقدس اور مستحکم اسلامی قلعہ کو مخربان اسلام (شداو۔ غرود۔ فرعون۔ ضحاک) نے مسمار کرنے کی کیسی کیسی جان توڑ کوششیں کیں۔ مگر ایک کنگر بھی اس خدائی قلعہ کا نہ گرا سکے۔ بلکہ کچھ عرصہ میں خود ہی اپنا نام صفحہ ہستی سے ایسا مہدم کر گئے کہ آج لوگ ان کا نام غس لینا مغوس خیال کرتے ہیں۔

یہ یاد رہے کہ لفظ کن کے ساتھ اس اسلامی قلعہ کا سنگ بنیا خود وصال حقیقی نے اپنے دست قدرت سے رکھا ہے دنیا میں کوئی طاقت ایسی نہیں کہ جو اس کو مسمار کر سکے۔ اصحاب قبل کا واقعہ تو کل کا واقعہ ہے۔ کعبہ اگر خدا کا گھر نہ ہوتا تو بائبل جیسے بے فہم اور حیوانی مطلق کو کیا عرض تھی



کہ وہ اس کی محافظت میں کنکریاں برساتی۔ سچ ہے ہر فرعونی راموسی۔ نمرود آبراہیم وبراہی سرکشان  
عرب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ اسی طرح بعد وفات آنحضرت صلعم کے ان کی آل اطہار نے  
اس اہم فرائض کو اپنے ذمہ لیا۔ اصحاب کبار نے اپنے آپ کو اس کی محافظت میں مٹلایا۔  
پھر بعد ان کے بزرگان دین پر یہ ذمہ داری عاید ہوئی۔ پس انہوں نے ہی اشاعت اسلام فرض اولیٰ  
خیال کر کے دیگر ممالک میں جا جا کر سبکدوشی اور سرخروئی حاصل کی۔ خصوصاً اس معاملہ میں جناب  
امیر تہ حسین خلگوار قاتل کفار نور احمد و مرقدا زیادہ قابل الذکر ہیں کہ اپنے کس نازک وقت میں کفرستان  
میں وارد ہو کر اسلامی اشاعت ایک درویش عمر رسیدہ کی داورسی کے پردہ میں کی اگر ہم سچے مسلمان ہیں  
تو ہمارا فرض ہوا کہ ایسے محسن اسلام کو کہی دل سے فراموش نہ کریں بلکہ ان کے مقدس آستانہ  
میں اپنی اپنی یادگار بغرض شکر یہ قائم کریں تاکہ سبب اجر عظیم کا ہو۔ گو ہماری نظروں سے وہ  
پوشیدہ ہیں لیکن اب بھی ان کی روح مظہر آئے دن اسلام کے کام میں حصہ لے رہی ہے  
پس لازم آیا کہ ان کے فیض رساں مزار مظہر پر جا کر ان کے وسیلہ سے مراد ولی بارگاہ ربانیت  
سے طلب کریں تاکہ موجب استجابت دعا کا ہو۔

## ملک سیدون

یہ ہر اہر اشاداب اور زخیر خطہ جو ہندوستان کے نام سے مشہور معروف ہے قبل ازین  
ایک وسیع اور غیر آباد جنگل تبارقہ رفتہ دیگر ممالک کی قومیں خصوصاً اہل ایران اور اہل سیریا جو یہاں  
منتقل ہوتی رہیں تو یہ جنگل۔ قریوں قبضوں اور بالی اس کے شہروں میں منتقل ہوتا چلا۔  
باشندگان کیلئے جو قوت لایوت کی از حد ضرورت واقع ہوتی چلی تو اس کی گھنی چھاڑی کھیتوں  
اور باغات کی شکل اختیار کرتی رہی سب سے پہلے قوم آریہ نے اس سرزمین پر قدم رکھا۔ پھر یہ قوم  
چند گروہوں میں منقسم ہو گئی۔ گوندہ بیل۔ ریشتر وغیرہ علیحدہ علیحدہ قومیں بنے لکین اکثر قوموں  
نے اپنا پیشہ کاشتکاری اختیار کیا مگر برخلاف اس کے قوم بیل لوٹ مار کی طرف مائل  
ہوتی پس ایسی حالت میں ضرورت واقع ہوئی کہ باہمی نزاع کو دور کرنے کے لئے کوئی حاکم

یا منصف تجویز کیا جاوے۔ غرض رفتہ رفتہ تمام نوآبادیوں نے علیحدہ علیحدہ حکومت کی صورت اختیار کر لی مظلوم کو جزا اور ظالم کو سزا دینے کی قوانین اجرا ہوئے۔ کاشتکاری کی ہیئتیت نے کچھ صدیوں میں اس خطہ کو مرقہ الحال کر دیا تھے کہ اس کی دولت مندی کی کہانیاں دوسرے قرب و جوار کے ملکوں میں گونجنے لگیں اب وہ وقت آیا کہ ایک رئیس نے دوسرے پر آتش حسد سے اندوختہ ہو کر یورش شروع کی تا آنکہ جنگ مہابھارت نے اس کی تمام دولت کا خاتمہ کر دیا۔ اور اس کی ترقی پستی سے بدل گئی۔

یہ بھی لازمی تھا کہ جہاں حکومت کی پابندی تسلیم کر لی جاوے وہاں مذہبی احاطہ بھی ضرور قائم کیا جاوے۔ پس ضرورت لاحق ہوئی کہ کسی طریقہ سے اپنے معبود حقیقی کی یاد کم از کم صبح و شام میں ایک دو مرتبہ ضرور کر لی جائے مگر افسوس کہ اس میں اہل ہند نے دانائی سے کام نہ لیا۔ اور جہاد طریقہ بالکل ایک دوسرے کے خلاف ایجاد کئے۔ کسی نے ہوا پرستی شروع کی کوئی آتش پرست بن گیا۔ بعض چاند و سورج اور ستاروں کی پرستش کرنے لگے۔ غرض یہاں تک ہوا کہ تپہروں سے بیت تراش تراش کر ان کے رد برو سر نیا زہر کمانے لگے۔ رفتہ رفتہ قریہ قریہ اور قصبہ قصبہ میں شوالے تعمیر ہو گئے ایک دوسرے کے خلاف ہونے کی وجہ سے والیان ملک کا تقصیب بھی بڑھتا گیا۔ اتفاقاً اگر کسی اہل اسلام کو کہیں چلتا پھرتا پایا تو فوراً بلا کر دار پر چڑھا دیا۔ یا کو لھو میں پیل کر اس کی استخوان ریزہ ریزہ کر دیں اور جب اس کے خون ناحق کا قشتہ (ٹیکا) پیشانی پر لگا لیا تب کھانا کھایا۔ حالانکہ وہ تمام مصنوعی دیوتا چاند سورج۔ بادل۔ ہوا۔ اور ستارے وغیرہ ہر موقع مناسب پر غروب طلوع ہو کر مبتلا رہے تھے کہ اسے نیخروہیم خود فنا کی کشتی پر سوار ہیں۔ ہمیں خود قرار کہاں۔ تم کیوں ہمارے عجائبات پر محو ہو کر خراب و خستہ ہو چلے ہو۔ مگر یہ ضد کے پکے اور پٹیلے نہ مانے پر نہ مانے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی سرکشانِ عرب کی سہ کوبی سے زمانہ نے اتنی مہلت نہ دی کہ تو سن عزم کی لجام اس طرف پھیرتے گیارہ برس کا عرصہ منقضی ہوتا ہے کہ کسی قبیلہ عرب کے سردار محمد بن قاسم نے ادھر رخ کیا تھا لیکن چند وجوہات کے سبب کہ ملک سندھ سے آگے نہ بڑھ سکا۔ شالان بن زیاد کا خوف بھی اس ملک کے صدیوں زنجیر پار ہوا

(ازسا کہاں اہل ہند)

(از تواریخات انگریزی)



بالخصوص سلطان محمود غزنوی ابن شاہ سبکتگین کے جنگی کارنامے آج تک ضرب المثل ہیں۔ کم از کم سترہ حملے ہندوستان پر اس بہادر بادشاہ نے کئے ہر مرتبہ زر بے شمار مال غنیمت میں ہاتھ لگتا رہا۔ ہر چند اراکین سلطنت نے بار بار حملہ کرنے کی زحمت سے بچنے کے لئے سرحد کشمیر میں قیام کرنے کی رائے دی۔ مگر بت پرستی کے چلن سے نفرت رکھنے کی وجہ سے اس صاحب ایمان بادشاہ نے منظور نہ کیا ہر مرتبہ شوالوں اور تجانوں کو مسار کرتا رہا۔ حتیٰ کہ بیت شکن کہلایا۔ اب اسلامی قوارخ میں وہ محمود غزنی بت شکن کے خطاب سے پکارا جاتا ہے۔ یہ سب کچھ ہوا لیکن ابھی تک اسلامی پودے سرحد ہند میں کافی رونما نہ ہوئے۔ پس بقدرت خدا بزرگان دین نے توسن عزم کی لجام اس طرف پھیری۔ اور لوگوں کو اسلامی دولت سے بہرہ یاب کرنا شروع کیا۔ تب لوگوں کو حق و باطل میں تمیز ہونے لگی۔ اب اہل ہند کو یہ معلوم ہوتا چلا کہ وہ مذہب حقیقی وہ صراط المستقیم کہ حکمی پیشینگوئیاں اکثر ہماری کتابوں میں درج ہیں مذہب اسلام ہے۔

(از آئینہ سندی)

Checked  
1987

## حضرت روشنی شاہ رحمہ اللہ علیہ کی تشریف آوری

اے کہ خوش آمدہ برین احساں کردی

خوب آبادی کا شانہ ویراں کردی

آپ کی سرکار کے ہیں شاہ دنیا بگدا  
غیر ممکن ہے بشر سے آپ کی ہو کچھ شننا  
کفر پھر ہندوستان سے کس طرح ہوتا جدا  
کب تھی یہ راجہ کی ہمت بلکہ تھی شان خدا  
آپ کے صدقے تمہارے دادرس کے ہم خدا  
کلاہ طیب کی ہے ہندوستان میں یہ صدا  
در پہ خنک اسوار کے بس کر دیا ہے بستر

اسلام اے مشعل نور جمیب کبریا  
آپ نے روشن کیا دین رسول پاک کو  
تم نہ گم فریاد لاتے سید میراں کے پاس  
ایکی اونگی قلم ہوتے ہی جو ہر کھل گئے  
استغاثہ کا نتیجہ خوب ہی نکلا حضور  
آپ کی مدشن خمیری کے تصدیق سے جناب  
دادرس کا سہرہ مرکب بھی نہ چھوڑا آپ نے

والاضافی

جنگ سواری گوندنی کا نکل سبے پیش مراد  
فیض جاری آج تک ہی آپ کے دیار سے  
ایسا مرشد ہو تو پھر راہ طریقت بھی ہو طے  
ذکر و دیشاں میں کیوں خاموش ہیں کیاں پرست  
لاؤ لہ کو ہوتی ہے اولاد جس پل سے عطا  
آفریں صد آفریں صد مر جا صد مر جا  
راستہ بل چائے گر ہادی ہو ایسا رہنا  
ماہتہ اٹھائیں اب شتابی بہر سورہ فاتحہ

محضیٰ ندر ہے کہ حضرت روشن علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ صاحب کشف و کرامات اور متقی رسیدہ  
درویش تھے۔ شاہان بغداد و غزنی کو آپ سے انتہا درجہ کا توسل رہا ہے ملک سیستان آپ کا  
وطن شریف تھا۔ نوے سال نہایت زہد و تقویٰ میں بسر کرنے کے بعد کیر سنی میں ستیا جی  
لاشوق دامگیر ہوا۔ دریا میں جا کر قرعہ ڈالا۔ ہر چند ملک چین و ختن و مصر و ہند و افریقہ و نیز  
دیگر ملک کے نام کے قرعہ ایک ہی وقت میں ڈالے گئے۔ لیکن شان خدا ہی کہ ملک ہند کا  
قرعہ پہلے برآمد ہوا۔ پس بسم اللہ الرحمن الرحیم کہہ کر اپنے مریدوں سے مرضع ہو کر تو کلہ علی اللہ  
بے سرو سامانی کی حالت میں چل نکلے۔ کشاں کشاں خود کو شہر ہماں تک پہنچایا۔ اور خواجہ  
سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ (کہ جو تواریخی دنیا میں بزرگ اسلام مانے گئے ہیں) کے  
یہاں مہمان ہوئے۔ خواجہ صاحب موصوف نے اس مہمان نو کی ازراہ دورانہ پیشی بے حد  
تواضع کی۔ اور حتیٰ الوسع شرط مہمان نوازی کو اچھی طرح ادا کیا۔ شب و روز بزم قرآن خوانی  
میں اس اپنے مہمان نو کو ہمراہ لے جایا کرتے تھے۔ عرصہ تک حروف مقطعات قرآنی پر بحث رہتی  
کبھی السہ کبھی حصص اور کبھی کھنچس کے نکات پر مباحثہ ہوتا رہتا۔ ایک روز جب کہ خواجہ  
سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ سورہ کہف کی تفسیر بیان فرما رہے تھے کہ حضرت روشن علی شاہ پر  
وجد تاری ہوا۔ اچھی۔ اچھی کے نوحے بلند کرنے لگے۔ تمام حاضرین بزم میں شور و درود بلند ہوا۔  
دو ساعت بہیم اہل بزم پر وجد تاری ہوا۔ ناگاہ سمت مشرق سے ایک بلند شعلہ روشنی کا دکھائی  
دیا۔

نوٹ (۱) وہ ہی روشنی تھی کہ جو شامِ احمر کی طرح راجہ اجیر کی لڑکی بزرور جادو  
دکھلایا کرتی تھی۔



یوں تو ہر ایک دیکھنے والے کو تعجب ہوا لیکن خواجہ سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ بمشاہدہ  
اس شعلہ کے مسکرا دئے۔ اور لا حول ولا قوۃ کہہ کر ایک ڈھیللا سیٹھی کا اس کی طرف پھینکا فوراً شعلہ  
بجھ گیا۔ روشنی معدوم ہو گئی۔ روشن علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے ہر چہ استفسار حال کیا۔ لیکن  
آپ نے اظہار راز کرنا خلاف مصلحت سمجھ کر ٹال دیا۔ پس فوراً ہی شاہ صاحب اُٹھے۔ احد قسم  
کھائی کہ جب تک اس راز مخفی پر کئی واقفیت حاصل نہ کروں گا ہرگز ہرگز سرحد وطن کا آب و دانہ  
استعمال نہ کروں گا پس انصار امین اللہ فتح قریب آیہ در زبان فرماتے ہوئے وہاں سے چل نکلے  
کوسوں کی مسافت طے کرتے دشت و در میں قدرت خدا کا جلوہ مشاہدہ کرتے قدم قدم پر مصلحت  
حقیقی کی صنعت کاملہ کی داد دیتے وارد دیار ہند ہوئے ہر چہ ملکی شاہ دہلی نے بہار بن کر سوختہ  
اور پڑھ رہے دل کو فرحت بخشی لیکن باشندگان کی ماہیت دیکھ کر کمال افسوس ہوا بلکہ فرط الم سے  
ان کی حالت زار پر آنسو بہانے لگے اور درگاہ باری تعالیٰ میں دعا کی کہ اے چارہ ساز خاطر پیاؤگان  
و اے فریادرس بیکسان تو اپنی رحمت کاملہ کو ان جاہل گم کردہ راہ بندوں کی رہبری کر۔ تاکہ  
راہِ ظلمت سے راہِ نور اختیار کریں۔ کیسے غافل اور کم فہم ہیں کہ سب کو حقیقی کو بھول کر مصنوعی ہو دیا  
کو سجدہ کرتے ہیں۔ کاش ان کے دل و جگر گوش ہوش سے وہ مہر ٹوٹ جائے جو ان کی  
نافرمانی کی وجہ سے حسبِ منشاء قرآن لگادی گئی ہے یہ دعا فرماتے ہوئے آپ چلے  
جاتے تھے کہ راہ میں دیکھا کہ کچھ لوگ ایک زندہ عورت کو مردے کے ساتھ دفن کر رہے ہیں  
فوراً بمشاہدہ اس سانحہ کے آپ کانپ اُٹھے اور ان لوگوں کو وعظ و نصیحت کرنے لگے۔ غرض  
اسی طرح کے بد اور ظالمانہ رد و احاطات آپ نے راہ میں کئی جگہ مشاہدہ کئے اور آپ کا غم و الم  
بڑھتا گیا۔ کچھ عرصہ کے بعد یہ وسیع بیابان طے کر کے ایک آبادی میں علی الصیاح پہنچے۔ لوگوں کو  
غافل پاکر یہ ندا شروع کی ۔ لونٹ لریہ آبادی اچانک ہی کے نام سے موحم قی حکو اب اجیر کہتے ہیں )  
بیدار ہو کہ صبح قیامت قریب ہے ہستیار باش روزِ عدالت قریب ہے  
اعمال تو لے جائیں نہایت قریب ہے دوزخ بدوں کے نیوکے جنت قریب ہے  
تخم بدی نہ آئے تھے بونے کے واسطے  
دنیا نہیں ہے قبر ہے سونے کے واسطے

(مکملہ اکھاڑی اجمیر شریف سے تین میل کے فاصلہ پر جانب شرق واقع ہے)

بلکہ اس سند سے ہر شخص کو سہی لینا چاہیے۔ کیونکہ دنیا دلی عبرت کوہ ہے۔

۹۲۲۵۹۷

خ-۱۵۸

اہل آبادی کو یہ صدا سناتے آپ مشرقی جانب کی ایک پہاڑ کی گھاٹی پر تشریف لائے۔  
 اس گھاٹی کا نام گھوگر گھاٹی تھا۔ گھوگر گھاٹی اجیر شریف سے تین میل کے فاصلہ پر جانب شرق  
 واقع ہے۔ مسافت راہ نے قیام کرنے پر مجبور کر دیا۔ بسم اللہ کہہ کر دھونی رما دی اور تلاوت قرآن مجید  
 کرنے لگے۔ کچھ عرصہ کے بعد آثار سحر نمودار ہوئے آفتاب نے ظلمات کے سینکڑوں پردے طے کر کے  
 بعد پھر اہل دنیا کو اپنے روشنی کے چشمہ سے مستفیض کیا۔ اہل دنیا کاروبار میں مصروف ہوئے  
 مگر شاہ صاحب کہ تارک دنیا تھے دن بھر اللہ اللہ کرتے رہے۔ آخر شب ہوئی پردہ ظلمت پھر  
 خلق پر چھا گیا۔ جا بجا پھر شوالوں اور مندوں سے گھنٹوں کی اور سنگھوں کی صدا آئیں آنے لگیں۔  
 پس یہ بھی جانب قبلہ منہ کر کے کھڑے ہوئے اور اذان کہنا شروع کی دوپہر رات گزرنے کے  
 بعد شاہ صاحب نے پھر وہ ہی شعلے بلند ہوتے دیکھے جو قبل ازیں ہمدان میں نظر آچکے تھے پس  
 سمجھ لیا کہ سفر تمام ہوا۔ منزل مقصد پر شکر ہے کہ آپہونچا یہ کہہ کر شکر کے کئی سجدہ درگاہ باری  
 میں ادا کئے۔ پھر سورہ فلق پڑھ کر اس روشنی کی طرف دم کیا فوراً سحر باطل ہوا آتش اندوختہ  
 سرد ہو گئی۔ جب صبح ہوئی تو چند دہقانی جو اس گھاٹی کے نشیب میں ہو کر گذر رہے تھے۔  
 حاضر ہوئے۔ شاہ صاحب نماز سحر ادا کر رہے تھے یہ نئے طریقہ کی عبادت دیکھ کر دہقانیوں کو  
 تعجب ہوا لیکن جب تک یہ فارغ نہیں ہوئے وہ ٹھہرے رہے بعد فراغت شاہ صاحب نے ان کی  
 طرف جو رخ کیا تو وہ دہقانی جبین مبارک سے نور سا طبع دیکھ کر گردیدہ ہو گئے اور مہاراج  
 مہاراج کہتے قدموں پر گر گئے۔ اتفاقاً ان دہقانیوں میں تین کوڑھی تھے آپ کو ان کے حال زار  
 پر رحم آیا خاک کی چٹکی دھونی میں سے ان کو دی مریضوں نے کہا لیا شان خدا فوراً بچر دیہو پچنے  
 خلق میں اس خاک نے اکسیر کام کیا تینوں مریض بحکم خدا صحت یاب ہوئے اس کرامت نے  
 رفتہ رفتہ ایسا زور پکڑا کہ گھوگر کے تمام باشندے آپ کے مطیع و فرمانبردار بن گئے یہاں تک کہ  
 راجہ کے دربار کی تمام خبریں آپ تک پہونچنے لگے۔ شاہ صاحب نے اس عرصہ میں وہ تمام باہیت  
 بھی اہل گھوگر سے معلوم کر لی کہ جس کی تعقیب میں اس قدر جیرانی اور پریشانی برداشت کی تھی۔  
 شدہ شدہ شاہ صاحب کی کرامت کی خبر راجہ اجیر تک پہونچی۔ یہ معلوم ہونے پر کہ وہ شخص  
 محمدی ہے اس کی رگت تعصب جوش میں آکر استادہ ہو گئی۔ چاہا کہ حسب عادت کوٹھ میں پل کر



استخوان ریزہ ریزہ کر دے مگر نہ کر سکا۔ کیونکہ شاہ صاحب کی کرامات کا سکہ لوگوں کے دل و پیر  
 کامل مہیہ چکا تھا اکثر لوگ فیضیاب ہونے کی وجہ سے متفقہ ہو گئے تھے۔ کئی مرتبہ گرفتاری کا  
 حکم دیا مگر بجز ایک پہلوان کے جس کا نام سادنت تھا کسی نے یہ جرات نہ کی لیکن وہ بھی آپ کی  
 کرامت سے موت کی دیوی کے بھینٹ چڑھ گیا۔ دہونی میں سے شعلہ نے اتفاقاً قبہ بلند ہو کر  
 اس کے لباس میں آگ لگا دی۔ تھوڑے ہی عرصہ میں خاکستر ہو گیا۔ ایک روز اتفاقاً ایک  
 گوجری اس طرف سے دہی کا گھڑالے کر برآمد ہوئی شاہ صاحب نے دہی لینا چاہا۔ گوجری نے  
 اس خیال سے کہ یہ فقیر ہے قیمت مطلوبہ کس طرح ادا کر سکے گا دوسوئے کے ٹکے (اشرفی)  
 اس دہی کی قیمت بتلائی۔ شاہ صاحب نے یہ عہد لے کر کہ اگر دہی ترش نہ ہو تو ہم قیمت مطلوبہ  
 دے کر خرید لیں گے پس گوجری بھی رضامند ہو گئی اور دہی کا گھڑا شاہ صاحب کے رو برو کر دیا  
 آپ نے بسم اللہ کہہ کر جو انگشت شہادت سے لے کر وہی چکھا تو ذائقہ ترش پایا پس حسب وعدہ  
 خرید کرنے سے انکار کیا۔ لیکن قیمت مطلوبہ یعنی دو اشرفی تھیلی سے نکال کر اس کے اصرار  
 پر دے دی اس قضیہ میں جو گوجری کو دیر ہوئی تو راجہ کا ملازم گوجری کو بلانے کے لئے  
 وہاں آیا (کیونکہ یہ گوجری اکثر راجہ کے رسوڑھے کے واسطے روزمرہ دہی لیجا یا کرتی تھی۔)  
 گوجری نے بجز دیکھ پانے اس ملازم کے فریاد و انقیاض شروع کی۔ حتیٰ کہ ساحلہ راجہ تک  
 پہنچا راجہ نے شاہ صاحب کو بلوایا اور چاہا کہ سزائے موت دے مگر اس کی لڑائی سستی تاربا نی  
 نے علم بخبر سے دریافت کر کے اپنے باپ کو اس ظلم کے کرنے سے باز رکھا بلکہ بعض اراکین  
 بھی ملنے ہوئے آخر الامر وہ ادبگی کہ جس سے شاہ صاحب نے دہی چکھا تھا مجرم قرار دیا کر  
 قلم کرادی گئی۔ شاہ صاحب نے بموجب قلم ہونے ادبگی کے نفرت نکسیر (اللہ اکبر) بلند کیا۔  
 تمام ایوان شاہی لرز گیا۔ وہ سنہری مورقین کہ جو راجہ کے تخت مرصع کے اطراف میں نہایت  
 شان سے نصب تھیں کانپ کانپ کر مرنے کے بل زمین پر گر پڑیں یہ دیکھ کر راجہ خوف زدہ ہوا۔  
 اور دربار سے بھاگ نکلا۔ تمام اراکین پر بھی ہیبت تاری ہوئی شاہ صاحب بھی یہ کرامت دیکھا کہ  
 ہنستے ہوئے بریدہ انگشت کو لے کر قیام گاہ (گھوگرا گھاٹی) پر واپس تشریف لائے اور اس  
 پارہ انگشت کو دفن کیا اور خطاب فرمایا کہ گوجھے تیرا فراق قیامت ہے لیکن اسے انگشت

نہ گھبرا۔ عنقریب وہ وقت آنے والا ہے کہ تیرے قلم ہونے کی داوٹ لے تو گویا اس کفرستان میں ایک میخ اسلام ہے۔ ہلال اسلام برج شرف سے عنقریب طلوع ہو کر اپنی روشنی اس ظلمت کدہ پر پھیلانے والا ہے۔ یہ انگشت بریدہ سے خطاب کر کے بسم اللہ کہا اور چل نکلے۔ اور واپس ملک اسلام کی راہ لی۔ (عبستان) اور عین بروز عشرہ محرم الحرام روضہ مقدس جناب حبیب خدا اشرف الانبیا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حاضر ہو کر فریاد کی۔

نوٹ (یہ مضمون ایک ہندو راجہ کے کتب خانہ سے دستیاب ہوا ہے)

عجب رنج و الم کا روز تھا کہ روضہ اقدس پر اداسی چھائی ہوئی تھی۔ اور یہ معلوم ہوتا تھا گویا ہر سال آنے والے غم نے نواسہ کے ماتم میں نانا کی روح کو بیتاب کر رکھا ہے۔ پس یہ فریاد می درو رسیدہ پہونچا۔ اور اس درد آمیز لہجہ میں فریاد کی کہ تمام حرم محترم کے درو دیوار کانپ اٹھے۔ فوراً ہی ضریح مطہر سے ندا ہوئی کہ اے مظلوم ستم دیدہ مستغیث رنجیدہ خاطر نہ ہو۔ آفریں ہے تجھے۔ کہ تو نے کارِ سعید پر اپنی کمر بستہ کو مضبوط پٹکے سے باندھا ہے۔ مژدہ ہو تجھے۔ کہ جصلہ اس تکلیف کا راحت ابدی ہے۔ ہمارے بھی قلب پر تیری تکلیفات کا کافی احساس ہے۔ مگر نہ گھبرا۔ اور جا ہمارے پیارے لخت جگر نور البصر امیر تہجدین غازی و مجاہد کی خدمت میں اور یہ ہمارا احکام اے سنا۔ اغلب ہے کہ وہ بت شکن اس کارِ خیر میں فی سبیل اللہ حصہ لے کر تیری داد رسی کرے۔ اس سے قبل کہ تو ہم سے فریاد کرے ہم تیری سفارش بشارت اس سے کر چکے ہیں۔ اے مستغیث سر کر اس ظلم پر کہ جو دشمنان اسلام کے دستِ ظلم سے تجھ پر ہوا ہے۔ کیونکہ اللہ بڑا بدلہ لینے والا ہے بروز قیامت میں۔ کیا نہیں جانتا تو؟ کہ اشاعت اسلام کی خاطر میں نے اور میرے پس ماندوں نے کیسے کیسے شدید ظلم و مخرتبان اسلام کے ہاتھ سے پائے ہیں۔

شہادت پانا حضرت روضہ مقدسہ کے درو دیوار کا نام نور البصر امیر تہجدین غازی ہے۔



این کتاب میں چند  
 سرکار شریف شہزادہ  
 صاحب نواب محمد میر  
 کی درج کی گئی ہیں  
 چاکر مسلمانوں اور غریبوں  
 کا اعتقاد اور راجہ راج  
 ہو جائے جو فقیہین  
 لانا شہزادہ ہے

# حضرت رسولی شاہ صاحب کا استغاثہ

اور غازی اسلام صاحب صمصام جناب میر انصاحب کا دادورس ہونا  
 جناب امیر سید حسین قاتل کفار شہسوار میدان کارزار طعنے بہ خلکسوار نور اللہ و مرقدہ کا وطن  
 شریف شہر شہید مقدس تھا۔ آپ کا اسم اقدس اکثر کتب ہائے سیر سے اور کتاب شجرۃ السادات  
 سے حسین اصغر معلوم ہوتا ہے۔ امیر خطاب ہے جس کے معنی سردار کے ہیں۔ سید ابراہیم  
 محدث (کہ جو زبردست بزرگ اسلام تھے) رحمۃ اللہ علیہ کے آپ فرزند گرامی ہیں۔ صرف  
 نواح وطن میں ہی نہیں بلکہ تمام عراق و عجم میں آپ کی شجاعت کی دہاک تھی فضل خدا  
 سے کوئی ہمسر نہ تھا کہ مقابلہ کا دعویٰ کرتا۔ لاکھوں سرکش آپ کی شمشیر شجاعت کو مانے  
 ہوئے تھے۔ زہد و تقویٰ حسب طریقہ اب و جد آپ کا شعار تھا۔ جس کی شاہد تواریخ فرشتہ  
 و نیز دیگر کتب ہائے سیر ہیں باوصف ان سب اوصاف حمیدہ کے آپ زبردست عالم بھی  
 تھے۔ اور اس نے اطراف و جوانب میں آپ کی اجتہادی علمداری قائم تھی۔ آپ کی عمر  
 شریف کا بہت کچھ حصہ آپ کے والد ماجد (سید ابراہیم محدث علیہ الرحمۃ) کے ذخیرہ تصانیف  
 کے جمع کر کے مشرح کرنے میں صرف ہوا۔ آپ کا شجرہ نسب حسب ذیل ہے :-  
 سید حسین اصغر ابن سید ابی عبد اللہ (سید ابراہیم محدث) ابن سید احمد نقیب القم  
 ابن سید محمد الاعرج۔ ابن سید ابو علی ابن سید احمد اکبر ابن سید ابو جعفر موسی البرقع ابن  
 سید امام محمد تقی علیہ السلام۔ سید محمد جاندی کی دختر نیک اختر بی ہاجرہ خاتون  
 رحمۃ اللہ آپ کی والدہ معظمہ تھیں۔ سید محمد تقی اور سید محمد تقی رحمۃ اللہ علیہ (سید محمد جاندی  
 کے فرزند ارجمند) آپ کی حقیقی ماموں تھے۔ سید ابوطیب اور سید شہاب۔ کہ جن کا  
 درم گرامی سید وجیبہ الدین بھی لکھا پایا ہے۔ امیر سیستان کے فرزند تھے۔ ان کی

وضع ہو کر است  
 اس خلیل عجب کا نام  
 جس کو بزرگان دین  
 نے کوشش تقویٰ اور  
 کا فوں کے مقابلہ میں  
 کر دیا ہے۔ ہیں  
 اسے خلیل کا برحق نام

۱۵

صادر ہونا غیر غلات  
 سے ہے۔ بلکہ وہ  
 ہی اس کا اظہار  
 کر سکتا ہے جس  
 کو خدا نے اپنی دلیل  
 یا شہادت میں رکھی  
 تھی کہ قدرت یا اختیار  
 لیا ہو۔ جیسے ولی تعالیٰ  
 فوت۔ تو اچھا اور پیچھا  
 دینے والے ہیں

خلیل عجب کا نام  
 جس کو بزرگان دین  
 نے کوشش تقویٰ اور  
 کا فوں کے مقابلہ میں  
 کر دیا ہے۔ ہیں  
 اسے خلیل کا برحق نام  
 ان کا سامی دولہا





۱۔ کہ اگر کوئی شخص اپنے دل سے کسی اور کو برا بھلا کہے تو اس کا دل اس کے لیے  
 ۲۔ کہ اگر کوئی شخص اپنے دل سے کسی اور کو برا بھلا کہے تو اس کا دل اس کے لیے  
 ۳۔ کہ اگر کوئی شخص اپنے دل سے کسی اور کو برا بھلا کہے تو اس کا دل اس کے لیے  
 ۴۔ کہ اگر کوئی شخص اپنے دل سے کسی اور کو برا بھلا کہے تو اس کا دل اس کے لیے  
 ۵۔ کہ اگر کوئی شخص اپنے دل سے کسی اور کو برا بھلا کہے تو اس کا دل اس کے لیے  
 ۶۔ کہ اگر کوئی شخص اپنے دل سے کسی اور کو برا بھلا کہے تو اس کا دل اس کے لیے  
 ۷۔ کہ اگر کوئی شخص اپنے دل سے کسی اور کو برا بھلا کہے تو اس کا دل اس کے لیے  
 ۸۔ کہ اگر کوئی شخص اپنے دل سے کسی اور کو برا بھلا کہے تو اس کا دل اس کے لیے  
 ۹۔ کہ اگر کوئی شخص اپنے دل سے کسی اور کو برا بھلا کہے تو اس کا دل اس کے لیے  
 ۱۰۔ کہ اگر کوئی شخص اپنے دل سے کسی اور کو برا بھلا کہے تو اس کا دل اس کے لیے





کرامت و وحی  
تلقین و اجتناب  
کرم و عبادت

پہلے  
مگر یہ عالم رہا میں حضرت  
حضرت علیؓ کے نام سے ایک  
ناتواغی زوردار سپہ سالار تھا جسکی  
جوہر سے آپ کو کابل  
میں فرستادیا۔ خلیفہ کا تہا  
چنانچہ جب آپ نے کابل پہنچا  
تو اس وقت کی قدیم قوم  
اس کے لوگوں کے حکمران  
دارا کے ہم جہاں

**کتاب** (خواجہ سید وجیہ الدین شہیدی علیہ الرحمۃ کا ہزار سہ بارہ ہزار چہار ہویاں  
 علیحدہ بنے ہوئے ہیں اور بارہ ہزاری گینچ شہیدان کے نام سے مشہور ہیں۔ زائرین کا  
 فرض ہے کہ تاراکٹھ ہر اکریاں کی فاتحہ خوانی سے محروم نہ رہیں) الخ خاں امیر بخارا  
 نے بھی پچاس ہزار سوار ہر گاہ کرنے کا عہد راسخ کیا۔ خواجہ سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ  
 ہی سے اپنے ایک ہزار طالبان کے ہمراہی پر تیار ہو گئے۔ علم جہاد نصیب کیا گیا۔ کہتے  
 ہیں کہ قلیل عرصہ میں ایک لاکھ سے زائد تعداد معادنان اسلام کی ہو گئی (تقریباً ایک لاکھ  
 اسی ہزار کی تعداد کتب سیر سے آپ کے لشکر کی ظاہر ہوتی ہے)

**نوٹ :-** یہ خبر جو سارا خاتون (یعنی آپ کی منسوبہ) کو معلوم ہوئی کہ دولہا سر دس عقبی کا طلب گار ہے پس میرا بیوہ ہو کر دار فانی میں رہنا بجز پریشانی اور مصیبت کے کچھ نتیجہ نہیں رکھتا۔ لازم تو یہ ہے کہ میں قبل شہادت دولہا کے موت کے پردہ میں ردپوش ہو جاؤں۔ تاکہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے سرخروئی کا باعث ہو پس یہ خیال کر کے فوراً ردپہ قبلہ ہو کر جناب باری تعالیٰ میں خشنوع و خضوع و دعا کی کہ

یعنی دعاؤں کے سننے والے حاجتوں کے بر لا نیوالے محمد صلعم کی حرمت کے طفیل میں تو میری دعا کو بھی سماعت فرما اور اس حجرے کی زمین کو حکم کر کہ مجھے اپنے گوشہ دامن میں دو لہا سے پہلے چہپالے۔ فوراً ہجرت کرنے دعا کے حجرے کی (جس میں آپ کا محاذ لگا ہوا تھا) فرش شش ہوئی اور وہ خاتون اس میں ساکر ہمیشہ کے لئے خلعت کی نظر سے رو پوچھیں ہو گئیں۔ اس وحشت اثر خبر نے دو لہا (یعنی امیر سید حسین جنگ سوار) کے دل پر ایک حد درجہ کا اثر کیا پس آپ نے بھی ہفتہ عشرہ میں سامان سفر مہیا کر کے اور والدہ ماجدہ سے اذن لے کر مراجعت کی تیاری کی۔

**نوٹ** ماورجب میں دو قبر پوش اہل مصر کی جانب سے نذر گزرائے جاتے ہیں

19

پاورسنگی میاں

۱۹

کراچی

پیش پائی کی طرف

کتابت از کتابت

عصا کا نام بیڑہ کی لہان

یہ ایک نیا کتاب ہے جس میں  
یہ ایک نیا کتاب ہے جس میں

اسلام علیہ السلام

البركة والبركة

مجلس علمای اسلام

حق کا پائیدار  
گواہ ہو کر رہے

سکونت و پیری

عبدالله بن محمد بن عبد الله

عبدالله بن محمد

10

کے دیوانہ گروں کو مار کر دیں

پولاد

والی حق ان رب  
تو امیر

ایسی نئی افواج  
فی الحقیقت

ظاہر کو دیکھتی اور  
اندھن پیدا ہوتا

ایک چھاپہ

حضرت خواجہ علی

اور ان میں سے ایک حضرت سارا خاتون کے مزار پر اور ایک آنحضرت صلعم کے مزار مبارک پر چڑھائے جاتے ہیں۔

آفتک از محاربه

شہید راہِ خالق ہیں مراتب انکے اعلیٰ ہیں خدا کو جو خدا ہے وہ ان کا مرتبہ سمجھ  
ملایک تک ہیں قاصر جبکہ انکی رتبہ دانی میں بشر کی کیا حقیقت ہو بھلا سمجھ تو کیا سمجھ  
کتب حمیدہ سیر سے اس جنگ کا سلسلہ ثابت ہوتا ہے اور کتاب حمایت الاسلام  
سے سلسلہ برآمد ہوا ہے اور اہل ہندو کے پرانے سا کہوں سے بھی اسی کے قریب  
کا زمانہ ظاہر ہوتا ہے۔ اہل تاریخ کی کم توجہی سے اس عظیم الشان جنگ کی تفصیل کا  
کافی پتہ نئی تواریخوں میں نہیں لگتا۔ کیونکہ انہوں نے ہر حملہ کو حملہ شاہی خیال کر کے  
کبھی محمود شاہ غزنوی کی جہرا ہی تسلیم کی ہے۔ اور کبھی شہاب الدین غوری کے سلسلہ  
سے اس سلسلہ کو پیوستہ کیا ہے کوئی یہ کہتا ہے کہ آپ محمود شاہ غزنوی کی فوج  
کے سردار تھے۔ اور کوئی رقمطراز ہے کہ آپ شہاب الدین غوری کی فوج کے  
سپر سالار تھے۔ پس یہ غلطی غلطی ہی نہیں بلکہ عدم واقفیت ہے کیونکہ دونوں  
شہان مذکورہ بالا کے درمیان کثیر زمانہ کا فاصلہ ہے جہاں تک بزرگوں سے سنا  
گیا اور جہاں تک تعینات ذاتی کی گئی یہی واضح ہوا کہ یہ جنگ کسی دیگر جنگ سے کوئی تعلق  
نہیں رکھتی بلکہ یہ واقعہ درمیانی واقعہ ہے نہ اس کو محمود شاہ کے حملوں سے مناسبت  
ہے اور نہ شہاب الدین کی یورش سے موافقت ذرا اہل بصیرت غور تو کریں کہ جس شخص  
کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت کی تعمیل مد نظر ہو اسے دنیا دی اور شاہی امور سے کیا علاقہ  
و شخص عند اللہ کام انجام دینے کی خوشی میں شادی چھوڑ دے وہ سپر سالار کی کب  
در کیونکر کر سکتا ہے۔ چنانچہ خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمہ نے خود اس سلسلہ کو تسلیم

ہماری نسل بقدرت

کجا جادو بکنی رستم

ایک دینیاتی وقت میں  
ایک آج تک نصیب  
تھا

موسون کی نئی کتاب

دوسالہ کے مکرم خاں اور شہزادہ  
سے ہیں۔

الاستاذ

باب اول فی بیان سیرت و احوال

دری طرح ملک سندیه

ہونا آپ کی کراست آج کی

چونکہ زمین و آسمان و ارض و آسمان  
بازای خودی و آسمان و آسمان

روین و کلبانی و غیره است

مجلس فیضانِ صلیت شد  
بہارِ نبویؐ

جس کا نام ہے

والتوفيق من الله تعالى

غزل

بزرگوار کی کرامت کا





کو خوف کر دینا بیسویں  
 لا باپ بار بار کی گزشتی  
 چھوٹا پھیل دینا گویا  
 بیسویں کے اشارہ سے  
 پل لنگر دن پنجم کو  
 کما میں اب تک خود  
 بخود دیکر کائنات کے

القصہ حضور امیر سید حسین خٹک سوار نور اللہ مرقدہ نے بدترتیب لشکر کثیر شہید سے  
 جانب ہند مراجعت کی اور آنے سے اس فوج کثیر کے چار حصہ کر کے ایک ایک دستہ کی علمداری  
 ہر چار غازیوں کے سپرد کی چند یوم میں یہ خبر اطراف و جوانب میں شہر ہو گئی۔ بالخصوص  
 اہل سندھ اور اہل پنجاب پر اس کا زبردست اثر پڑا آپ کے لشکر کے علمدار سید محمد تقی سید  
 محمد تقی سید وجیہ الدین سید خواجہ علی ہمدانی تھے (لوگ خوف زدہ ہو ہو کر تارک وطن  
 ہونے لگے مگر اپنے اسلام کی تسلیم کے خلاف ہرگز اپنے لشکر سے قتل عام کا کام نہ لیا  
 بلکہ جس آبادی میں بھی پہنچے۔ پہلے خواجہ سید علی ہمدانی و دیگر علماء کے ذریعہ  
 سے وعظ و پند سے کام لیا۔ اسلام کی خوبیاں اور کفر کی خرابیاں اچھی طرح لوگوں  
 پر ظاہر کر دیں اس پر بھی رغبت اگر جانب اسلام نہ ہوئی تو ان کو کراماتیں دکھلا دیکھا کہ  
 اسلام کی سچائی کی طرف مائل کیا۔ ان کے باغات کے خشک درختوں کو شاداب  
 اور بار آور کر کے دکھلا دئے۔ حکم خدا ان کے مریضوں کو امراض مہلک سے شفا دی  
 جا بجا نیزے زمین پر مار مار کر سرد آب کے چشمے جاری کئے۔ بالفرض اگر کوئی  
 مشرک ان امور کو مشاہدہ کرتے ہوئے بھی ایمان نہ لایا تو اللہ تعالیٰ کے گھاٹ اٹارا  
 گیا قوم بلوچ (اہل بلوچستان) آج تک سکھانے ہوئے ہے بلکہ خود مقرر ہیں کہ ہم  
 حضور امیر سید حسین خٹک سوار نے تلقین اسلام کی ہے۔ ملک سندھ میں اکثر مقامات  
 میں آپ کے قدم مبارک کے نشانات آج تک موجود ہیں تمام اطراف سندھ میں آپ  
 سید میراں سرتاج پیراں کے نام سے مشہور ہیں آپ کے رحیم ہونے کے ثبوت میں  
 یہ روایت کافی ہے کہ جب راجہ مٹان نے حاضر ہو کر معافی مانگی تو آپ نے اطمینان  
 دلایا۔ کہ ہرگز محمود غزنوی کی طرح میرا قصد ملک گیری کا نہیں میں دشمن نسل انسان  
 نہیں بلکہ دشمن کفر ہوں۔ اگر تو اسلام کے تبرک پانی سے اپنے زنگ آلودہ شیشہ دل  
 کو دھو ڈالے تو تیرے ملک کو خیر نہ پہنچے گا ورنہ غازیان لشکر اسلام کی چمکتی

بڑوں کے کچھ غامدینا  
 لاش شہید کا جائز شہادت  
 حاجتوں کے دیکھنا حال ملک  
 کھاروں نے سخت زور  
 آزمائی کی جادو کا جھوٹا  
 بچا دینا دیوہ و دیوہ موصوف  
 یہ بے باہمت فکرمندان  
 پر جانیں اپنی جان  
 ہلائی ہے امنی بیت

۲۲

یہ بالعمم غلط تفسیر ہے  
 کرتا را گویا اجیران  
 سات کوس کے فاصلے  
 یہ ہے یا اسد کی  
 کسم کا خطرہ بالادیش ہے  
 بل دسے دیکھنے میں  
 یہاں چھ بیکین راصل  
 ہوت دیکھ کا ماحولہ  
 دہ گاہ حضرت خواجه  
 عرب دار سے ہے



کون سا ایسا دست دعا ہے کہ جو خدا

ان کے اخلاقی

مجلس

بکرا عتقا

۱۵

طرازہ کا نسخہ

وہاں پہنچ کر

بسم الله الرحمن الرحيم

دعوت به اسلام

ہوئی تیغیں کفاروں کے خون سے آلودہ کی جاویں گی۔ یہ شرط منظور نہ کرنے پر آغاز جنگ ہوا وہ مفتہ پیہم میدان دغا گرم رہنے کے بعد اسلام کا بول بولا ہوا۔ راجہ ہریت پا کر نزار ہو گیا۔ لشکر اسلام نے لوگوں کو تلقین ایمان کرنا شروع کیا۔ اس سلیمان حشم کی آمد کی خبر ہوانے ملک گجرات میں پہونچا دی کفار کا مونہ فق ہو گیا۔ محمود غزنوی کی دہشت ابھی دل سے محو نہ ہوئی تھی کہ یہ خوف جدید زنجیر پا بن گیا۔ ادھر لشکر اسلام فتح کے دریا میں پیرتا ہوا ساجل گجرات تک چند عرصہ میں آپہونچا۔ کارروائی شروع ہونے سے پیشتر ہی لوگ جوق جوق اگر مشرف بہ اسلام ہونی لگے ہر چہ کفار نے بتخانوں کی حفاظت کے لئے بڑی بڑی سرگرم کوششیں کیں۔ لیکن بموجب مصرعہ: چل سکتا ہے جادو کہیں اعجاز کے آگے۔ آخر حق۔ حق ہی نکلا۔ ادا باطل باطل ہی رہا۔ وہ بت کہہ کہ جو محمود غزنوی کے بعد مرت کر کے از مہر نور دست کر لئے گئے تھے پھر کھنڈر بنادے گئے۔

غرض کہ جب بت شکنی سے فراغت ہوئی تو حضور پر نور نے روشنی شہادت سے دریافت فرمایا کہ اب وہ ظلم کدہ کہ جہاں تمہاری اونٹلی قلم کی گئی ہے۔ کتنی دور ہے۔ زمانہ زیادہ گزر چکا ایسا نہ ہو کہ تعمیل بشارت میں تاخیر ہو جائے۔ اب لازم ہے کہ ہم جلد اس طرف مراجعت کریں۔ اور خواجہ سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کو یہاں بغرض تعلیم مسائل (سحان کے طلباء کے) شہر علیٰ فروکش رہنے دیں۔ پس یہ تجویز مناسب جان کر منظور کی گئی۔ اور خواجہ صاحب موصوف کو وہاں مع ان کے طالبان کے چھوڑ کر باقی ماندہ لشکر نے ملک راجستان کی راہ لی۔ اور حسب عادت اشاعت اسلام کرتے ہوئے اچانگری (اجمیر) کے بالکل قرب مقام پوکھر میں آکر فروکش ہوئے ❦

ابن ہودہ ہی حکمران  
گوندی لاپرواہی میں لارائی  
کی داد اولیاد ہر  
میں بہت بے تعلو مصنف  
چین جوانی دہی خجائے  
مردوں نے کو کدے کہیں دل  
کار مال دے گیا  
گوشہ سوار شہدائے

۲۳

ہندو کو تھپید ہوئے ایک  
زمانہ دراز ہو گیا ایک  
دی فوسٹا جو عالم  
حیات میں نئی موجود  
ہوئے ان سے اکثر  
کہاں ہو ملا تیر دھا  
پہاں فوراً ہی ہدف نشا  
ہوتا ہے۔ دھبہ پہ  
کراسی قوم نشا

نہی آپ جہاد فرما رہے ہیں  
مخاترات کی تلوار سے جو قوم کو  
اٹھادی رہے گی کہ راستہ ہے کہ  
جہاد سے اور ہی آپ کی پادک  
کوئی ساری قوم اب اگر کوئی  
ہوئی ہے میں اس حال میں  
ادب میں قوم اب اگر کوئی  
ایک اور جہاد سے مقابلہ کی





کہاں لایا غرض تیسے  
 دن ایک متول شہید بیچکر  
 لا با شہد ایک کل اور بیچے  
 چھپا دینے پر چھپتی رہی  
 لے کر اس سارے کو تلاش  
 کرتا آستانہ شریف میں آیا  
 اور کہہ کر اس کو بلایا اس  
 کی خدمت کے سادہ پہنچ کر  
 سنا اور سجدے پر چاکر چنے  
 کس نے جواب دیا اس نے کہا  
 کہ میرا صاحب کی بات سنو

نور اللہ و مرقدہ نے بسم اللہ کہہ کر زمین پر ایک نیزہ گاڑا۔ فوراً بحکم خدا چشمہ جاری ہوا۔  
 اور ایسا ابلا کہ بہہ کر جل نکلا۔ حتیٰ کہ چرائے چشمہ سے حامل ایک کوڑھی (برصی) چرواہا  
 جو اس پانی سے نہایا بحکم خدا صحت یاب ہو گیا اب یہ خبر مشہور ہوئی۔ اطراف و جوانب کے  
 مریض آکر نہانے لگے۔ (چنانچہ اب تک اہل ہندو ہر سال اس چشمہ میں آکر نہاتے  
 ہیں مجلہ دیگر ترقیوں کے یہ بھی ایک بڑا تہ تیہ مانا جاتا ہے بلکہ سالانہ میلہ نہایت ہی  
 بڑے پیمانے کی صورت میں یہاں ہوتا ہے) کچھ عرصہ قیام پذیر رہنے کی وجہ  
 سے کما حقہ معلومات لشکر اسلام کو اجاگر کی (اجمیسر) کے متعلق ہو گئی حضور  
 نے اور بہت سی کرامتیں یہاں ظاہر کیں آخر یکم جمادی الثانی کو بعد فراغت نماز ظہر  
 کو چ فرما کر آنا ساگر کے میدان میں آکر فروکش ہوئے۔  
 بعض روایت سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کے ہمراہ جو عربی گھوڑے بکرت  
 تھے۔ لہذا باشندگان اور نیز راہ آپ کو تاجر بھیجے اور اکثر دہاں اگر گھوڑوں کی  
 خریداری کرنے لگے۔ خود راہ بھی ایک روز معہ اپنے سپہ کے وہاں آیا اور خاص  
 حضور کی سواری کے گھوڑے (خنک) کا خواہشمند ہوا قیمت دریافت کی۔ حضور نے  
 جواب دیا کہ یہ اس پادشاہی قیمت خود بیان کر دے گا یہ سنکر راہبہ اور اس کے  
 ہمراہیوں کو سخت تعجب ہوا اور کہنے لگا کہ یہ بالکل غیر ممکن ہے کہ یہ اس پادشاہی  
 بے زبانی اپنی قیمت خود بیان کرے پس حضرت نے مسکرا کر جواب دیا کہ جس قادر  
 مطلق نے اس کو بے زبان خلق فرمایا ہے ممکن ہے کہ اس نے کوئی طاقت بھی  
 اس حیوان کو ایسی عطا فرمائی ہو کہ یہ کہتا اپنی خود قیمت بتلا دے۔ مابین اس  
 گفتگو کے جنگ نے ہنہنا کر ایک ٹاپ زمین پر ماری کہ جس سے ایک گڑھا نمودار ہوا  
 پس حضرت نے فرمایا کہ تو اشرافیوں سے اس گڑھے کو پر کر دے۔ اور یہ اس پ  
 لے جا جو وہ شوق خریداری جنگ کمی اور بیشی قیمت کا راہبہ نے کچھ خیال نہ کیا

میں پانی آیا ہوں۔ جب  
 طغیان ہوا تو اب اس  
 دھیرے سے نکالی اور کل  
 دھیرے سے نکالی۔  
 کر رہا تھا۔  
 کر رہا تھا۔  
 اس طرح مختلف آوازوں کو  
 اس طرح مختلف آوازوں کو  
 بیان مطلقہ اور تقریبی  
 آواز میں غصہ برسانا تھا  
 سے ہی میں سمجھتا ہوں



نہای ایک پادشاہی کہ کیا  
 سے زیادہ احتیاط فرمادہ  
 ہوا وہاں ماضی لا رہا  
 رہا ہے محقق کتاب ہذا  
 بذات خود اس شخص کو  
 واقف کر اس کو ایک کلاسی  
 ہر مفسر کے دست مبارک پر  
 سے ملی تھی اور علامہ ابن  
 اس کو دیکھ کر راضی نہ تھی  
 بہت کچھ غفلت یہاں کی ہے

جس کو اس نے غامض و پرہیزگار  
 دیکھا بالآخر وہ مسلمان ہو گیا۔  
 اور جب تک زندہ رہا کہ غامض  
 آستانہ کو کوئی نہ ہوتا رہا  
 اس پر ہم قیام  
 اس کے بعد اس کے  
 اس کے بعد اس کے  
 اس کے بعد اس کے

ابن قتیبی ازاد حسن را بنویس  
 کلامت میز فیم  
 اینی دین ہوا  
 کشتار کے کجانی دیکھی  
 ہدف ہو پیرس اپنے فہم ہوتا  
 یہاں آئے ہی نام و حاشا نہ  
 بقامت ملک کو چھوڑا  
 اپنے وطن سے بقصد زیارت  
 کئے ہیں کہ رسائی

اور اپنے اراکین کو اس کے پرکردینے کا حکم دیا۔ باوجودیکہ پیشتر اشرفیاں  
 اس گڑھے میں ڈالی گئیں لیکن خزانہ قارونی سمجھکر زمین نے سب کو نگل لیا۔ مگر  
 وہ گڑھا پر نہ ہوا۔ یہ حال دیکھ کر اس کو اور بھی حیرت ہوئی۔ بالآخر راجہ کے پسر کے  
 سخت اصرار پر اپنے خنگ کو اس کے حوالے کیا مگر اس شرط پر کہ اگر یہ اس پسر  
 کسی طرح سے ہمارے پاس چلا آیا تو ہرگز واپس نہ دیا جائیگا راجہ نے اس شرط کو  
 منظور کیا اور خنگ کو بخوشی لے کر روانہ ہوا۔

خنگ تہا سید حسین مہ جیس کا راہ وار  
 نام گھوڑا بھی وفاداروں میں اپنا کر گیا  
 آستانہ میں بوقت داخلہ کیجئے جو غور  
 لے لیا تہا مول راجہ نے مگر اندرے زہر  
 مار کر راجہ کے سب گھوڑے وہ واپس آ گیا  
 باد پا تہا یا فرس تہا یا چھلا وہ تہا وہ اس  
 شیر کی طرح سے جاتا تہا صف کفار پر  
 نیم بسل جبکو یا یا بس کھل ڈالا اسے  
 بن گیا بجلی اگر اسوار نے کاواکسیا

خوب تہا اسوار ہی شان خدا صل علی  
 ایسے راکب کیلئے زیبا تہا ایسا راہوار  
 القصہ جب خنگ باوجود سخت محافظت کے دیگرا سپان کو مار کر شکر اسلام میں  
 سحر ہوتے واپس چلا آیا تو راجہ کو اور بھی حیرت ہوئی اور اپنے ذہن ناقص میں  
 حضور انور کو مفاذ اللہ ساحر سمجھ کر سخت خائف و سرسلا ہوا اور قلعہ (تاراگڈھ) و شہر  
 کے دروازے بند کر کے خاموش بیٹھ رہا۔ اور اسی شب خواب دیکھا کہ حملات میں

خاف آستانہ ہوا کہ گھوڑے  
 گزرنے پیرس اب کہ نہ  
 وہ گھوڑا بایں برکت  
 کہ مصفی کی طرح رسائی  
 کی ہوئی در آستانہ سے  
 مگر اس رسائی کی  
 اور اسے اختلاف راہ  
 بلکہ یکساں بھی رہی



آستانہ میں کیا تھا اتفاقاً کسی  
 وظیفہ چھوڑا تھا اور اسکو  
 چھٹی دروازہ ہوا اور اسکو  
 اچھی نظر چلنے کی جانب  
 اشارہ کیا اور اسکو علم  
 اسے ہوا کہ کیا اسکو کوئی  
 دیکھو جبکہ فرانس سے فارسی  
 مصفی کتاب دینے لگے تو  
 اس سال سے اس کتاب  
 کے متعلق گفتگو کی جاے۔

اس سال کا انتقال بھی  
 ہوا کہ وہ ہی برطرف  
 چھوڑا تھا اسکو  
 کا چھوڑا لیکن اس نے  
 کسی کو اس سے ملے  
 دیکھا اور کچھ کتابت  
 کی تھی اس کو



آگ لگ گئی۔ تخت مرصع و تاج شاہی جل کر خاکستر سپاہ ہو گیا۔ اسی پریشانی میں عالم رویا ہی میں تہوں سے فریاد کرنے دوڑا۔ لیکن بجز خاموشی کے کچھ جواب نہ پایا۔ بلکہ وہاں بھی شعلے دہکتے ہوئے دکھائی دئے۔ چاہتا تھا کہ راہ فرار اختیار کرے کہ اسی عرصہ میں دہکتے ہوئے شعلوں نے آن کر گھیر لیا۔ یہ دیکھ کر خوف زدہ ہو کر چلایا۔ آنکھ کھل گئی۔ دیگر لوگ بھی جاگ اُٹھے اور راجہ کو اس خراب حالت میں دیکھ کر متردد ہوئے۔ ہنجم طلب کئے گئے تاہم تقدیر کو برج منحوس میں داخل ہوتے ہوئے معلوم کر کے ایک ہنجم نے قبضہ دی کہ مہاراج بہت قریب ہے کہ اکاش (آسمان) سے پانی موسل دھار برس کر تمام گرد و نواح کے دیہاتوں کو تاراج کر دے طوفانی سیلاب شہر کی طرف سبیل فنا بن کر رخ کرے۔ بعد اس کے مغربی قوم سے جنگ عظیم ہو۔ تخت و تاج تاراج ہو جاوے۔ مندروں میں زلزلہ آئے وغیرہ وغیرہ۔ یہ سن کر راجہ اپنی تربیت سے مایوس ہو کر آب دیدہ ہوا ہر چند اراکین سلطنت نے دھارس بند بلی اور اطمینان دلایا کہ پہلے ہمارے سر حضور کے قدم پر نثار ہوں گے۔ آپ کسی قسم کا اندیشہ نہ کریں غرض ہزار طرح کی باتیں بنا کر راجہ کے دل کو پہلایا۔

۱۔ اسی طرح جو کہ ایک شخص کو دیکھ کر کہہ دے کہ یہ شخص تو  
 ۲۔ اسی طرح جو کہ ایک شخص کو دیکھ کر کہہ دے کہ یہ شخص تو  
 ۳۔ اسی طرح جو کہ ایک شخص کو دیکھ کر کہہ دے کہ یہ شخص تو  
 ۴۔ اسی طرح جو کہ ایک شخص کو دیکھ کر کہہ دے کہ یہ شخص تو  
 ۵۔ اسی طرح جو کہ ایک شخص کو دیکھ کر کہہ دے کہ یہ شخص تو  
 ۶۔ اسی طرح جو کہ ایک شخص کو دیکھ کر کہہ دے کہ یہ شخص تو  
 ۷۔ اسی طرح جو کہ ایک شخص کو دیکھ کر کہہ دے کہ یہ شخص تو  
 ۸۔ اسی طرح جو کہ ایک شخص کو دیکھ کر کہہ دے کہ یہ شخص تو  
 ۹۔ اسی طرح جو کہ ایک شخص کو دیکھ کر کہہ دے کہ یہ شخص تو  
 ۱۰۔ اسی طرح جو کہ ایک شخص کو دیکھ کر کہہ دے کہ یہ شخص تو

[illegible]

(نوٹ) یہ تالاب اناساگر جو موجودہ حالت میں نظر آتا ہے بادشاہ شاہجہاں کا ازسرنو تعمیر کردہ ہے اس پر چند بارہ دری بھی سنگ مرمر کی شہنشاہ موصوف نے اپنی یادگار قایم رکھنے کے لئے بنائی ہیں) یہ خبر پاکر راجہ اور بھی مضطرب ہوا آخر اس مصیبت کی شکایت حضور امیر سیّد حسین خٹکوار نور اللہ مرقدہ کی خدمت میں بذاتِ خاص حاضر آکر کی حضور نے بت پرستی نہ کرنے کا عہد لے کر دعا کی فوراً وہ بلا موقوف ہو گئی اور چاروں طرف امن و سکون ہو گیا مگر اس بلا سے بچنے پر بھی راجہ حضور کو ساحری سمجھتا رہا اور اپنی پرائی لیکچر کا فقیر بنا رہا یعنی بت پرستی کو ترک نہ کیا بلکہ عکس کی چند سلا کو تعصبات کو کہو میں پلکیر تہیہ کر ڈالا تب تو لشکر اسلام کا بھی جوش بڑا کر میں باندھ لیں غیظ میں آکر دستِ شمشیر ہو گئے مگر حضور انور نے اَلْكَافِرِينَ اَلْخٰیطَ وَالْعٰیْرٰیْنَ عَنَ النَّاسِ وَ اَللّٰهُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ آیت بیان فرما کر مجاہدوں کے غصّہ کو ٹھنڈا کیا۔

[illegible][illegible]



# حالاتِ اجیر شریف

خدا کی شان یہ بھی گردشِ دور زمانہ ہے  
جسے تجا نہ کہتے تھے وہ اب اسلام خانہ ہے

یہ ہی اجیر کہ جواب پیروانِ اسلام کا منہج ایمان مانا جاتا ہے کسی زمانہ میں مصدرِ تجا نہ  
تھا اس کی ہر عمارت کے ستون ستون میں بت نصب تھے۔ لوگ درجہ مانہ سمجھ کر  
ہر شوالے کی دہلیز پر سر نیاز چمکائے رہتے تھے۔ باوجودیکہ جانتے تھے کہ یہ وہ  
ہی بت ہیں جنہیں ہم نے اپنے ہاتھوں سے شیطانی تعلیم کے ذریعہ سے تراشا ہے  
ان کی جادو بھری آنکھیں ان کا کرشمہ نہیں بلکہ ہماری صنعت ہے ان کی خاموشی  
گو کسی قدر آج نازداد کا پہلوئے ہوئے ہے مگر حقیقت یہ صنعت نہیں بلکہ عیب ہے  
یہ نامراد گونگے بہرے غیر متحرک کیا ہماری تمنائیں پوری کر سکتے ہیں یہ تو خود طاقت نہیں  
ہمارے بٹھلائے بیٹھے ہیں۔ یا یوں سمجھو کہ بت خود۔ جواب جاہلاں باشندِ خوشی کے  
مصدق بنے ان کی (بت پرستوں کی) حماقت کی صداقت دے رہے تھے۔  
فی الحقیقت یہ شہر کسی حالت میں شرافت کے خطاب کا مستحق نہ ہوتا۔ اگر حضور امیرِ سرزمین  
خسرو اور اللہ و مرقدہ کی چمکتی ہوئی تلواریں مبارک سایہ اس کے سرزمین پر نہ پڑتا۔  
شہیدوں کے مقدس خون کی آمیزش نے اس کی نحوست کو معدوم کر دیا پھر  
بعد اس کے دوسرا شرف یہ ملا کہ حضور خواجہ خواجگان حضرت معین الدین چشتی  
علیہ الرحمۃ کے قدم فیضِ نشان سے یہ سرزمین مشرف ہوئی۔ کون ایسا  
اہلِ اسلام اطرافِ ہند میں ہے کہ جو اس کے مقدس نام سے واقف نہیں۔  
قریب قریب ہر شیشہ دل میں اس کی یاد بھری ہے۔ وجہ تسمیہ اس کی یہ معلوم  
ہوتی ہے کہ زمانہ دراز ہوا کہ راجہ آجائے اس کو آباد کر کے اپنے نام سے





آدم بر سر مطلب۔ غرض جب جبل جنگ بجا اور لشکر اسلام نے حرکت کی تو راجہ بھی مقابلہ کی  
لئے چار دنا چار تیار ہو کر آبادی شہر سے باہر نکلا خاص اسی مقام پر کہ جہاں اب خواجہ حسین الید  
جشتی علیہ الرحمہ کی درگاہ شریف بنی ہوئی ہے۔ دونوں لشکر مقابل ہوئے اس میں کلام نہیں۔  
کہ فوج عدد نے میدان میں ایسے قدم جمائے کہ لامحالہ مورخاں عصر کو داد دینی پڑی لیکن  
چہ نسبت خاک رابا عالم پاک۔ کچا نور کچا نار۔ بالآخر چار یوم پیہم جنگ جاری رہنے کے بعد  
فوج کفر پسپا ہو کر پیچھے ہٹی۔ راجہ بھی بھاگ کر قلعہ میں پناہ گزین ہوا۔ یہ حال دیکھ کر ادر بھی  
لشکر اسلام کے حوصلے بڑھ گئے اور فوج عدد کا تعقب کیا شہر کا پہلا مغربی دروازہ کہ جواب  
تر پولیہ دروازہ کے نام سے مشہور ہے بند پایا۔ حضور نے دست کرامت سے زور کر کے  
اس کے فولادی قفل کو توڑ ڈالا جسے دیکھ کر دروازہ موصوف کے محافظ بصدق دل ایمان  
لے آئے اور پھر انہوں نے پر بھونا تہ کے (جو آگے چل کر اڑائی دن کا جھونپڑا کہلا گیا)  
مندرجہ کی تمام مہیت سے حضور پر نور کو مطلع کیا۔ یہ مزہ پا کر شوق بت شکنی میں غازیان  
اندر دن شہر پناہ داخل ہوئے۔ مندر موصوف سامنے ہی تھا پس بسم اللہ بسم اللہ کے  
نعرہ لگاتے ہوئے آگے بڑھ کر اس کو محصور کر لیا اور بت شکنی شروع کی۔  
مصنوعی خداؤں کی ایسی مٹی خراب ہوئی کہ آج تک خستہ حالی پتہ دے رہی ہے۔  
کئی ختم کے دست و پا سالم نہ چھوڑے ہر چند پوجاریوں نے زر بقیاس دینا  
چاہا۔ اس خیال سے کہ بت شکنی نہ کی جادے مگر مجاہدوں نے بت فرودشی پر بت شکنی کو  
ترجیح دی اور اچھی طرح سے ان غازیوں نے حمایت اسلام میں بت شکنی کی۔  
حضور پر نور نے اپنے دست حق پرست سے درمیان غارت محراب قائم کی اور منہض  
کر کے دو رکعت نماز شکرانہ مع لشکر اسلام ادا کی اور دروازے غارت پر انگشت مبارک سے  
چند آیات قرآنی تحریر فرمائیں جواب تک موجود ہیں۔ گو کسی قدر حصہ غارت کا منہم ہو گیا  
ہے۔ مگر پھر سرکار انگریزی نے اس کو تعمیر اور مرمت کر کے ہمسار ہونے سے بچا لیا پس  
اسی کا نام اڑٹائی دن کا جھونپڑا ہے مگر جب ستمیہ اس کی نہ معلوم ہوئی کہ کیا ہے۔ اور یہ  
نام کس طرح رکھا گیا۔

یہی وہ جگہ ہے جہاں  
خواجہ حسین الید  
جشتی علیہ الرحمہ کی  
درگاہ شریف بنی ہوئی ہے۔

یہ عمارت خداوندی  
میں واقع ہے۔

غازیان اسلام کو جو اس کار نیک کی انجام دہی میں تاخیر ہوئی۔ کفار نے مسلمانوں پر حملہ کیا۔ اور جوگی اسے پال کہ جو راجہ پر تھی بہت والی اجیر کا بجائی تھا نہ مقابل ہوا۔ کہتے ہیں کہ یہ شخص علم سحر میں یکتا ہے۔ دغا دہاں تھا۔ علاوہ جنگ کے اس نے سینکڑوں شجرہ جادو کے زور سے دکھلائے۔ مگر حضور کرامت مآب نے ہر وار کو رد کر کے اس کو غل اور شرمندہ کیا۔ لشکر کفر پیا ہوا۔ اس جنگ کے بعد مجاہدین نے یہاں کچھ عرصہ قیام پذیر ہو کر اطراف و جوانب کے دیہاتی باشندوں کو دعوت اسلام دی۔ چنانچہ قوم میراث اور قوم بہادر خانی اور قوم چیتہ و دیگر اقوام آج تک مقبر ہیں کہ ہم کو حضور پر نور جناب امیر سید حسین خلسوار غازی نے مسلمان کیا ہے۔ (اب فی زمانہ گردش افلاک اور اہل اسلام کی بے پرواہی سے ان کو اصلاح کی سخت ضرورت ہے کاش ہمارے علمائے کرام اس طرف توجہ فرما کر شیش زبان کے جوہر دکھلائیں تاکہ اسلامی زبردست ذمہ داری سے سبکدوش ہوں)۔ اس وقت تک لشکر اسلام کے ایک لاکھ سے زائد مجاہد کام آچکے تھے۔ مگر یہیں ماندہ غازی ذرا بھی مضطرب نہ تھے۔ بلکہ ہر شخص شہیدوں کی سبقت کرتا تھا۔

اس عرصہ میں خواجہ تید علی بہدانی رحمۃ اللہ علیہ بھی اپنے فرائض منصبی ادا کرتے ہوئے لشکر اسلام میں آئے تمام لشکر اسلام میں ایک عید نوپا ہوئی غازیان اسلام ایک دوسرے مصافحہ و معافہ کر کے از حد مسرور ہوئے بعد اس کے لشکر اسلام نے قلعہ تاراگڈھ کا رخ کیا۔

## قلعہ تاراگڈھ

Checked  
1987

کوہ تاراگڈھ وہ شکی طور ہے ہند میں سب جس کا پھیلا نور ہے

ہے مزار سید میراں دہاں فیض جی کا خلق میں مشہور ہے

یہ قلعہ اپنی نوعیت اور استحکام کی وجہ سے تمام ملک ہندوستان میں خاص طور پر مشہور ہے۔ فی الحقیقت اس کا عنوان تعمیر زمانہ سابقہ کے سماروں کی صنعت پر وال ہے ایسے سنگ گران کہ کسی انجینیر کا میزان عقل ان کے وزن کا اندازہ نہیں کر سکتا



دیوار ہائے قلعہ میں نہایت پختگی سے چُھنے گئے ہیں وہ آنکھ کہ جس نے ایک مرتبہ اس کا  
 نظارہ کر لیا ہے ہرگز اس کی استحکامت اور سلسلہ بندی سے انحراف نہیں کر سکتی۔  
 (ایسے مستحکم اور مضبوط قلعہ کو فتح کرنے والا کیسا شجاع اور جری ہونا چاہیے)۔ اس  
 قلعہ کو تعمیر ہوئے تقریباً دو ہزار سال کا عرصہ منقضي ہوتا ہے مگر یہ قلعہ راج والی دہلی  
 نے ۱۹۰۶ء میں اس کی مرمت کرا کر پھر اصلی حالت پر کر لیا تھا اس کی پختگی پر راجہ پرست  
 کو بھی ایسا زعم تھا کہ وہ کسی صعب ترین دشمن کی بھی پرداہ نہ کرتا تھا۔ حالانکہ اس قلعہ کے  
 متعلق سینکڑوں کہانیاں زبان زد عوام ہیں لیکن غیر مصدقہ ہونے کی وجہ سے نظر انداز  
 کی جاتی ہیں۔ اس قلعہ کا چُرانا نام گڈ بیٹلی تھا بلکہ مرٹوں کے زمانہ کے کاغذات میں بھی  
 یہی نام اس کا درجہ دیکھا گیا۔ اس کی ادنیٰ قلعہ تقریباً آٹھ سو فٹ سطح زمین سے بلند  
 ہے۔ تقریباً تین میل (انگریزی) کا راستہ ہے۔ یہاں کچھ زمانہ تک انگریزی پلٹن  
 بھی مقیم رہی ہے۔ اندرونی صحن زیادہ ہموار اور وسیع ہے۔ پُرانے شاہی محلات کی  
 نموداری اب بھی کہیں کہیں پائی جاتی ہے (غرض ہر حالت میں دیکھنے کے قابل ہے)۔  
 آب و ہوا نہایت صاف و صحت افزا ہے۔ ساری وجہ یہ ہے کہ یہاں رشک میجا  
 حضور امیر سید حسین خٹک سوار نور اللہ و مرقدہ کا مزار شریف ہے۔ شہیدان راہ خدا کے  
 خون کے مقدس قطروں نے اس کی زمیں پر گر کر آب کو آب حیات اور ہوا کو صبا اور نیم  
 بنا دیا۔ غنچہ دل کیسا ہی پُر مردہ کیوں نہ ہو ممکن نہیں کہ یہاں کی ہوا کھا کر کھل نہ جائے  
 یہاں مریض دار الشفا سمجھ کر اکثر رہتے ہیں اگر اعتقادِ راسخ ہے تو دعا کی ضرورت نہیں۔  
 رشک میجا حضور جناب امیر سید حسین خٹک سوار نور اللہ و مرقدہ کے آستانہ کا غبار و دایں کر کہیں  
 کلام ویتا ہے۔ صرف دو وقتہ حاضر آستانہ ہو کر قدم بوسی کرنا اور مزارات شہداء پر فاتحہ پڑھ کر  
 اپنی صحت کی دعا کرنا بجز مرض الموت کے اور تمام بیماریوں کا علاج ہے۔

اس کے تمام اطراف میں مزارات شہداء کے واقع ہیں لہذا ہر زائر کا فرض ہے کہ سر کو  
 قدم بنا کر چلے۔ زبان پر بجز حمد و ثناء یا ود و شریف کے اور کوئی گفتگو نہ ہو چند شہید کہ جو زیادہ  
 شہد ہیں۔ مثلاً جنگی شہید۔ ابراہیم شہید۔ بڑے شہید۔ گلشن شہید۔ بہان شہید۔ نو گزہ شہید وغیرہ وغیرہ

ان کی زیارتیں بھی ضرور کرے مگر اس کی رہبری کے لئے کسی خادم آستانہ کی طرف رجوع کرے۔ تاکہ تمام معاملات خفی و جلی پر کا حقہ مطلع ہو جائے۔ اور پھر وہ تمام تکالیف کہ جو پہاڑ پر چڑھنے میں پیش آتی ہیں راحت ابدی بن جائیں۔ جس قدر ہی آپ کی معلومات بڑھتی جائے گی اسی قدر آپ کی نگاہوں میں حضور حسن اسلام جناب امیر سید حسین خٹک اور انور اللہ کی عزت و وقعت دوبالا ہوگی اور صحیح پتہ چل جاوے گا کہ واقعی لوگ چاند کے چہیپانے کی کتنی کوششیں کرتے چلے آئی ہیں بلکہ اب تک کر رہے ہیں۔ اس قلعہ کا پتھر پتھر حضور حسن اسلام کی اعلیٰ اہت کی داد دے رہا ہے۔ بلکہ کورچٹوں کو سچائی اور جھوٹ کا فرق بتلانے کیلئے گرد و نواح کے تمام پہاڑ زمین پر کھڑے ہو ہو کر شاہد بن رہے ہیں کہ ہمارا فتح کرنا والا ہم کو کفر کے قبضہ سے نکال کر دائمی رہائی دینے والا بجز انس و غازی اسلام کے کوئی دوسرا نہیں ہے کہ جس کا خطاب امیر سید حسین خٹک سوار قاتل کفار ہے۔ گو آج یہ مقام جنگل ہے۔ مگر کچھ صدیوں پہلے یہی میدان رزمگاہ بنا ہوا تھا اسی کے نشیب میں اب تک وہ پرانے اور کھنڈر مکانات موجود ہیں جو جانگری کے نام سے مشہور ہیں وہ محلات کہ جن میں ردسا امر کا مسکن تھا آج جنگلی موش اپنی بستی بسائے ہوئے ہیں وہ پھولوں کے تختے جو باد نسیم کی مدد سے مہک مہک کرتوں کے مانند والوں کے دماغوں کو تروتازہ کیا کرتے تھے۔ آج اہل دنیا کے لئے ایک عبرت انگیز منظر پیدا کر رہے ہیں شرکوں کے قطرات خون نے گر کر زمین کو بنجر کر دیا۔ خاردار درخت روئیدہ ہو کر اہل دنیا کے دامن میں الجھ جانے کے لئے منتظر کھڑے ہیں۔ مگر دراندیش اہل نظر اپنے دامان قبا کو کب الجھنے دیتے ہیں۔ ادھر کانٹا الجھا اور ادھر یا سید حسین خٹک سوار المدد کہہ کر پکارے۔ خاردار شاخوں نے سید مجنون کی طرح کانپ کانپ کر سر جھیکا لیا۔

اس میں شک نہیں کہ راہب نے اس کو اپنا ملجا داماد بنانے میں کوئی دقیقہ نہ چھوڑا مگر خدائی سرفروشنوں نے اپنی پیاری جانیں دے دے کر اور سر کٹوا کٹوا کر یہ مہم سر کی۔ گو راہب نے یہاں آکر چھپ جانے میں یہ مصلحت دیکھی تھی کہ میں یہاں قلعہ بند رہ کر اپنی جان بچا سکوں گا۔ مگر اسلامی بہادروں نے کمر بستہ جہت کر کے قلعہ فتح کر نیا قصہ رقم کر لیا



تب تو راہ نے مسافروں کو بلا کر سحر کے چلتے ہوئے ہتھیار کو اپنا محافظ بنایا۔ تمام پہاڑ کو  
 بزرگ جادوگر دوش دی حضور نے دعائے رد سحر و رذیلان فرما کر جنگ کو اشارہ کیا کہ دلدل حیدر  
 کی چال چل۔ نشان خدا جنگ کی ٹاپوں سے زمین میں پہاڑ بننے لگے گردش موقوف ہوتی چلی  
 (یہ نشان سم کا درمیان راہ اب تک موجود ہے) کبھی اتر دے بلائے کوہ سے لشکر اسلام پر پھینکے  
 مگر جس اتر دے پر بسم اللہ کہہ کر غازیوں نے قدم رکھے سنگ خار بن گئے۔ قلعہ تارا گدھ کے  
 پہلے دروازہ کو (جسے چھلی پول کہتے ہیں) جا فتح کیا۔ علم فتح جا گاڑا۔ اب راہ بالکل نا امید ہو گیا  
 اور حکم دیا کہ تمام زرد مال زمین میں دفن کر دیں تاکہ مسلمانوں کے ہاتھ ایک جہت نہ لگے پس ایسا ہی  
 عمل میں آیا اور ہر کس و ناکس نے قارون کی طرح اپنی دولت کو سپرد زمین کر دیا یہ زرد مال کبھی کبھی  
 جب برآمد ہوتا ہے تو محض سیاہ کوئلے کی صورت میں نکلتا ہے اور بندگان خدا اب تک اس قابوئی  
 مال سے بہرہ مند نہیں ہو سکے۔

پچھلی پول کے دست میدان میں خاص طور پر رؤسا و امرا کی آبادی تھی روہی رانی کے محلات بھی  
 اسی طرف واقع ہیں اس کے نشیب میں مغربی جانب ایک باغ منسی بہ نور چشمہ واقع ہے جو ملک نور چاہ نے  
 برہنہ ماراغریاں نے چراغے نے گلے کا اعتراض دور کرنے کے لئے مزار شہداء پر چادر لگی چڑھائی کے خیال سے  
 تذکرہ کیا ہے۔ گوردھسا نے فرار ہو کر جان بچانے کی جان توڑ کوشش کی زمین دوز تہ خانوں میں کہ جنگو  
 اسی غرض سے بنایا گیا تھا جا چھپے مگر لشکر اسلام کے بچلے جوانوں نے یہ عقاب موت بن کر ان کی  
 طاؤر روح کا ایسا بیچا کیا کہ آخر شکار ہو گئے جنہوں نے اسلام قبول کر لیا خوشی انکو امان دی گئی۔  
 اس میں شک نہیں کہ نشیب مورچہ ہونے کی وجہ سے یہاں کفار کے ہاتھوں بہت مسلمان شہید ہوئے  
 لیکن اسلامی دنیا کے چاند کی چاندنی ہی ایسی پھیلی ظلمت کفر سمٹ کر ملک چین و جاپان میں جا چھپے۔  
 غازیان اسلام کا قدم بام فتح کے زینہ پر بڑھتا گیا۔ عین سیر راہ جبکہ غازی صف باندہ کرناز لشکر  
 ادا کر رہے تھے راہ کی دھڑلے ایک سنگ گراں کہ جس کا دزل میزان عقل ہی نہیں کر سکتی لشکر اسلام  
 پر بڑو جادو پھینکا جب تک غازی نماز سے فارغ نہ ہوئے وہ بلائے بد کی طرح سر پر ہرچ آسمان  
 بن کر گردش کرتا رہا۔ جب سلام پیر کر حضور جنگ سوار نور اللہ و مرقدہ نے سائنہ فرمایا تو معلوم ہوا کہ  
 کمر تہ جادو و قندہ ساز ہے فوراً بسم اللہ کہہ کر وہ انگلیوں پر روک کر دوڑ پھینکا یا یہ سنگ عظیم

اب تک سیراہ موجود ہے۔ زائرین ہزد مسائنہ کریں ) یہ کرامت دیکھا کر حضورؐ گے بڑھے۔ اور  
نعرہ اللہ اکبر کرتے ہوئے مہ فوج ظفر موج صدر دوازہ قلعہ پر چاہو پنے دروازہ مقفل تھا سورہ فتح  
پڑھ کر آہنی دروازہ پر نیزہ مارا۔ فوراً کھل گیا۔ پھر جوق جوق لشکر اسلام خوشیاں مناتا داخل قلعہ  
نارنگدھ ہوا۔

## غزل تہنیت فتح قلعہ نارنگدھ

کیا سرتار انگدہ دم بھر میں صفدر ہو تو ایسا ہو  
اذاں ہوتی ہے اب دہاں پر جہاں تھو بنگدہ اکثر  
عروس نو کو چوڑا کی عروس موت سی شادی  
فدا کر ہوئے اک ایک خوشی سے راہ خالق میں  
بھگایا کفر کا لشکر غضنفر ہو تو ایسا ..... ہو  
کیا اسلام کو گھر گھر جو رہبر ہو تو ایسا ہو  
زمانہ میں اگر پوچھو دلادر ہو تو ایسا ہو  
نہ چوڑا ساتھ حضرت کا جو لشکر ہو تو ایسا ہو

طلب بندہ حسن جو کچھ کیا بخشا دہ میراں نے

حقیقت میں جو آقا بندہ پروردہ ہو تو ایسا ہو

داخل قلعہ ہونے پر معلوم ہوا کہ یہاں بھی کافی فوج کفار کی مجتمع ہے لہذا لشکر اسلام کو پھر مقابلہ کرنا پڑا  
سخت کشت و خون کے بعد فوج کفر ہزیمت پا کر فرار ہوئی علداران لشکر اسلام نے علم نصرت شیم کھول کر  
کلمہ طیب کے نعرہ کئے بھولن شہید نے کہ جو مشرقی مودہ پر قابض و متصرف ہو چکے تھے فتح کا تقارر  
بجایا قلعہ کی سرحد چاہب جو راجہ کے محلات بنے تھے منہدم کر دئے گئے۔ بتوں کی خدائی میں یہاں  
بھی پٹ لگا۔ بے وقادہ جو نئے بندے چھوڑ چھوڑ کر اپنے خداؤں کو بھاگ گئے۔

**سنبھل گدہ۔** سب سوچوں میں مودہ سنبھل اور مودہ گدہ بیٹیلی زیادہ قابل الذکر ہیں۔ سنبھل گدہ پر سید  
محمد تقی رحمۃ اللہ علیہ اور سید محمد تقی رحمۃ اللہ علیہ قابض تھے اور گدہ بیٹیلی پر مودہ چچہ اہل بیٹی ہمدانی اور  
سید وجیہ الدین مشہدی رہتے تھے۔ دو ہفتہ پیہم استراحت کے بعد پھر کفر علیہ ہوا فراری نکل ہوئے  
کے آج ہوئے۔ یعنی راجہ کی ماں نے جو اپنی مصیبت کی دیگر راجہ مہاراجوں سے شکایت کی تو انہوں نے  
بہرخص ہردی اس کی اعانت کی جناب امیر سید حسین خٹک اور نور اللہ مرقدہ نے وضع کیا۔ غرض، ایک دفعہ  
لشکر اسلام کا خاتمہ ہو گیا۔ حضورؐ پر نور بھی دس روزہ ۱۸ رجب المرجب کو جام شہادت سے سیراب ہو کر  
بجزند نفوس کے کہ جن میں حضرت خواہ سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ بھی شریک تھے اور کوئی باقی نہ بچا۔



حقیقت میں یہ وقت باقی ماندہ غازیوں پر بڑی مصیبت کا وقت تھا۔ سخت دشواری سوار ہو کر  
 شہداء کو دفن کیا۔ حضور پر نورؐ فارس میدان تہور جناب امیر سید حسین نور اللہ مرقدہؒ کا اسپ بادشاہ جنگ  
 بھی کافروں کے ہاتھ سے مارا گیا (اس گھوڑے کا حصار داخلی دروازہ کے سامنے بنا ہوا ہے)  
 اس جدال و قتال کے بعد لشکر کفر اس سر زمین کو منحوس خیال کر کے اور قلعہ سے دست بردار ہو کر  
 واپس لوٹ گیا۔ ادھر کچھ دن بعد زخم خوردہ غازی کہ جو اس جہاد میں زخمی ہوئے تھے یکے بعد دیگرے  
 وفات پا گئے۔ اب بجز سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کے کوئی زندہ نہیں بچا ہو کا مقام ہے  
 جدھر دیکھو تریقیں بنی ہوئی ہیں۔ ادھر اُدھر شہید راہ خدا پڑے سو رہے ہیں اور یکسی زبان بکر  
 چلا رہی ہے کہ سہ ہزار مارا غویاں نے چرائے نہ گئے۔ نہ پرے پروانہ سوز نہ صدائے بلبلے۔  
 رات بھر ماہ منیر چراغ قبر بتا رہا ہے۔ سحر ہوئے پھولوں کے بدلے شبنم اپنی چادر قبر پر ڈال  
 جاتی ہے۔ دن بھر آفتاب کی تمازت سے جو زمین جلتی ہے تو بادل رحم کہا کہا کر گاہے گاہے  
 سایہ کرنے کے لئے شامیانہ بن جاتے ہیں۔ ظاہر تو یہ سماں ہے باطنی وہ ہی شہید کہ جلی قبریں  
 وہ پوکھا رہی ہیں باغ عدن کے ہرے بھرے درختوں کے سایہ میں آرام کر رہے ہیں۔ جو ہیں  
 خدمت کو و دست بستہ سنانے موجود ہیں۔ غلمان منتظر ہیں کہ ادھر کچھ حکم منہ سے نکلے۔ ادھر ہم  
 تعمیل کریں۔ نخل طوبے اپنی میوہ سے بھری ڈالیاں نذر کو جہکائے ہوئے ہے۔ شراب کوثر  
 کے جام کے جام ساتھی کوثر کی عنایت سے ہر شہید کو ہاتھوں پر چھلک رہے ہیں۔ بقولے  
 ملبو اللیس لکھنویؒ کیا جلد گئے سوئے ام دارقاسے۔ سو کہا جو پسینہ ہی توجہ کی ہوا سے۔  
 مسلمانو! یہ وقت خواجہ سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کی تنہائی پر اقبہ آئہ انسو بہا نیکا وقت ہے  
 گو عالم پیری ہے مگر فضل خدا پر بستر اور توکل پر تکیہ کئے ہوئے شہداء کے مزار پر قرآن خوانی کرتے  
 پھر رہے ہیں۔ جنگل کے پرند محو ہو کر داد دیتے ہیں۔ فاقوں نے جسم نزار کر دیا۔ دو گام چلنے کی قوت  
 نہیں۔ یہ سب کچھ ہے مگر مرکب صبر و استقلال کی عنان ہاتھ سے اب تک نہ چھٹی۔ اگر کوئی اجنبی  
 گاہے بھول کر آغلا تو اس کو مسئلہ دین کی تلقین کی تبلیغی کام جاری رکھا۔ کچھ عرصہ بعد یہ افواہ پھیلی  
 کہ شہاب الدین بادشاہ غوری نے ملک ہند پر حملہ کیا ہے۔ آپ نے ایک خط ایک قاصد کی منت  
 اس کے پاس روانہ کیا اور تمام و کمال واقعات اس میں مندرج فرما دیا جو شہاد اسلام سے اوچھ کے

جوشیلے مضمون سے رگ ہمیت اس غیور بادشاہ کی استادہ ہو گئیں یس فوراً دہلی فتح کرتا ہوا  
 وارد اجیر ہوا۔ خواجہ علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آکر قدموں ہوا۔ تمام شہداء کے مزارات  
 کی از سر نو مرمت کرائی ایک روز جبکہ روضہ مبارکہ جناب امیر سید حسین رحمۃ اللہ علیہ سرور شہداء ہند  
 میں حاضر تہا ندا آئی کہ ہمارے حبیب صادق کی اعانت فرض ہے۔ چاہیے کہ انتظام نکاح محل  
 میں آئے تاکہ ہمارے دوست کی نسل ہمارے آستانہ کی مجاہدین کے جہاد بن کر جاوے کشتی کرتی رہے  
 یس بجز دپانے اس حکم کے فوراً سلطان موصوف نے خواجہ سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کا عقد  
 ایک سو پانچ سال کے سن میں اپنی دختر نیک اختر سے کر دیا اور ایک دستہ فوج کا آپ کی  
 محافظت کے لئے یہاں جوڑ کر بضرورت کا رشا ہی واپس لوٹ گیا۔ اس دن کا انتقال ۱۳۳۰ میں ہوا۔  
 کچھ عرصہ کے بعد یہ راز غیب آشکارا ہوا یعنی اس خاتون معظمہ کے شکم مبارک سے دو صاحبزادہ  
 کر جن کا اسم گرامی سید گدا علی و سید شرف الدین ہے متولد ہوئے ایک سو گیارہ سال کے سن میں  
 خواجہ سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ نے مورخہ و رجب المرجب کو جام وصال نوش فرمایا۔ ان  
 دونوں صاحبزادوں کی نسل مبارک سے خادمان درگاہ حضرت امیر سید حسین جنگ سوار کا سلسلہ  
 قائم ہوا۔ رفتہ رفتہ جن کی تعداد پانچ سو تک پہنچ گئی۔ تمام خدام سادات صحیح النسب اور مومن  
 پاک ہیں۔ خدا توفیق عطا کرے ہر مرد مسلمان کو کہ وہ درمے درمے قدے سخن ان ساداتوں کی  
 خدمت کر کے اجر نیک حاصل کرے۔ سادات تارا گڈہ کا شجرہ حسب ذیل ہے۔ جو جناب  
 امام جعفر صادق علیہ السلام سے ملتا ہے۔ امام برحق و ناطق امام جعفر صادق علیہ السلام ان کے  
 صاحبزادے سید اسماعیل ان کے صاحبزادے سید علی ثانی ان کے سید عبد الرزاق ان کے سید عبد القادر  
 ان کے سید عبد الرحیم ان کے سید عبد الکریم ان کے سید علی کثیر ان کے سید وجیہ الدین انکی  
 سید قیام الدین ان کے سید صد الدین ان کے سید برہان الدین ان کے سید حسین ان کے سید  
 علی ہمدانی ان کے دو صاحبزادے سید گدا علی و سید شرف الدین چنانچہ مصنف کتاب ہذا کا شجرہ  
 سید شرف الدین صاحب ملتا ہے حسب ذیل ہے۔

شجرہ مصنف۔ سید شرف الدین ان کے صاحبزادے سید جمال الدین ان کے سید کمال الدین  
 ان کے سید عبد الغنی ان کے سید عبد القدیر ان کے سید نتمو ان کے سید حبیب الدین ان کی سید غلام



اُن کے سید الہی بخش اُن کے سید میر کلن علی اُن کے سید عبدالحکیم ان کا خلف الرشید ربیعہ حسن مصنف کتاب ہذا۔

**شہان مغلیہ کا آستانہ شریف سے اعتقاد۔** درگاہ شریف کو اصراف کیلئے شاہان مغلیہ نے تین موضع بطور معافی نذر کئے ہیں جن میں خدام آستانہ کے حقوق خدمت بھی بطور گزارے کے شامل ہیں۔ اور دیگر پاستوں میں بھی ان کے سالانہ وثیقہ مقرر ہیں یہ خدام آستانہ کے چاروں طرف پروانہ کی طرح سے اس مجمع نورانی پر خدا ہوتے رہنے کی غرض سے آباد ہیں اور خدمت آستانہ شب و روز بجالاتے ہیں۔

**آستانہ شریف۔** آستانہ شریف ایک وسیع بیابان پر رہتا ہوا ہے تین درجوں میں منقسم ہے پہلا درجہ قبرستان خدام آستانہ کے نام سے مشہور ہے۔ دوم درجہ نہایت وسیع ہے جس میں تمام خوشنما اور پر خزا عمارات کے علاوہ بلند دروازہ کہ جو جلال الدین محمد اکبر کا بنا کر دہ سے اپنی مضبوطی اور نفاست عمارت پر خود وال ہے وسط صحن میں ایک حوض ہے کہ چہارہ کے نام سے مشہور ہے بلند دروازہ کے سامنے ایک اعلیٰ اور نفیس عمارت کی شان میں ایک صحن چار رخ ہے عمدہ والان اور نفیس عمارت کی چہار دیواری سے یہ درجہ دوم محدود ہے مغربی جانب بڑا کروشد راہ طریقت حضرت روشن علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ہے جس کے سر نے وہ فیض اثر گوندنی روئیدہ ہے جس کے پہل کے استعمال سے ہر لالہ دل کے غل تمنا میں مرقا ہے۔ **گول** جاننا چاہئے کہ بحر اس گوندنی کے پہل کے کسی دوسرے پہل میں یہ تاثیر نہیں لہذا پہل نہایت تقشیر اور احتیاط سے حاصل کرنا چاہئے۔ (کیونکہ تمام خدام آستانہ سے دیانت کرنا چاہئے) اس دوم درجہ کے طے کرنے کے بعد اب وہ مقام آتا ہے جہاں سر کو قدم بنا کر چلنا عین عبادت ہے داخلی دروازہ کے سامنے خنگ یعنی وہ اسب باد قاجس نے سینکڑوں کراماتی سین دکھلائے ہیں۔ اپنے سوار کے دروازہ پر ہاتھ پاؤں پھیلائے گہری ہنڈ سودا ہے۔ لودہ روضہ مبارک نظر آیا۔ **جان اللہ** کیا شان ہے سنگ مرمر کی فرش ہے یا چاندنی ایک ایک تھوڑا جان کا بوسہ دینے کو قابل ہے۔ اے کاش کہ ہم بھی اس زمانہ میں ہوتے کہ دیگر شہدا کی طرح پروانہ واہ اپنے حسن حقیقی پر جان نثار کرتے۔ خدا کسی کو اس محبوب حقیقی کی فرقت نہ دے۔ آمین ثم آمین۔ خوشادہ لوگ کہ جنکی خاک مگر بھی اس مقدس خاک میں لمباتی ہے۔ وہ خدام نہیں بلکہ خدام ہیں ہر مسلمان پر غرض

کہ ان کی خدمت کر کے حضور پر نور جناب امیر سید حسین نور اللہ مرقدہ کی روح مطہرہ کو شاد کرے۔  
مزار مقدس پر ایسا جلال ہے کہ حاضرین دم بخود ہیں۔ تمنائیں کہہ رہی ہیں کہ اے دست و عا دراز  
ہو کر اس دین کے دولہا کا دامن پکڑ لے کہ دین و دنیا میں فراخی حاصل ہو۔ شہنشاہ جہانگیر کے اعتقاد  
کے ثبوت میں عمارتِ روضہ کا پتھر پتھر سنہرے تاریخی اشعار میں قسین کہار ہا ہے (ملاحظہ ہو اشعار تاریخ  
روضہ مبارک بنا کردہ شہنشاہ جہانگیر) بجز دردِ دارِ قاتحہ مجال نہیں کہ زبان کچہ اور گفتگو کر سکے۔

**کلا وہ۔** یہ وہ لچھا یا کلا وہ ہے جو روضہ مبارک کی پتھری مبارک کے چاروں طرف پانڈا جاتا ہے  
میں بروز ختمِ عرس بوقتِ قلی یہ کلا وہ خود کرامتِ شیخ کی جانب ڈھلک آتا ہے اور پھر اہل ہنود دینی  
غیر مسلم اس کو لوٹتے ہیں یہ وہ درد انگیز نظارہ ہے کہ ہر ناظر کے دل کو ہلا دیتا ہے اور چاروں طرف  
سے ہائے دین کے دولہا ہائے دین کے دولہا کی صدائیں آتی ہیں۔ یہ ہی خاص وقت شہادت  
کا ہے اور ہر سال اس کلا وہ کا خود ڈھلک آنا ایک تازہ کرامت ہے جس کے شاہد لاکھوں کیا  
بلکہ کروڑوں آنکھیں ہیں یہ کلا وہ نہایت احتیاط سے ہدیہ دے کر لوٹنے والے سے حاصل کرنا  
چاہئے۔ جبرائیلین لینے سے اصلی تاثیر معدوم ہو جاتی ہے وقتِ مصیبت اور دہائی امراض میں اور  
جابرِ حاکم کے رو برو اس کو بازو پر بازو کر جانے سے ہر طرح کی امن و امان ملتی ہے۔

**پتھر کے چنے۔** یہ وہ چنے ہیں کہ جو اہل کفار کے لشکر کے گھوڑوں کے استعمال کر نیکے لئے غلہ  
کی صورت میں راجہ کے یہاں ذخیرہ کئے ہوئے تھے مگر حضور پر نور کی بددعا سے وہ چنے سب کسب  
پتھر یا لوہے کے بن گئے ان کو بھی بسا اوقات توبہ کی طرح بازو پر بازو دیتے ہیں۔ ردِ سحر کے لئے  
بالخصوص زیادہ مفید ثابت ہوئے ہیں۔

**گنج شہیدان۔** یوں تو تمام قلعہ تارا گدھ کے اطراف میں شہداء کے مزار ہیں لیکن یہ گنج شہیدان  
وہ مقام ہے جہاں حضرت وجیہ الدین شہیدی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک معہ یارِ اہل شہداء کے  
بنا ہوا ہے۔ زائرین کا تہن ہے کہ یہاں حاضر ہو کر ضرور فاتحہ پڑھیں چلہ کشی اور خلوت کے لحاظ سے  
یہ جگہ ہر وظیفہ خوان کے لئے بہت ہی مناسب ہے۔ مشہور ہے کہ یہاں جو مزار بنے ہوئے ہیں  
ان کا شمار کوئی محاسب نہیں کر سکتا اور اگر شمار کر بھی لیا تو صحیح تعداد قلم نہیں ہوتی۔ جو لوگ



آزادیش کے لئے شمار کرتے ہیں گنہ اور خطا کرتے ہیں لہذا اس خیال سے درگزر کرنا چاہیئے۔  
**عُرس شریف**۔ سورہ ۵۱ رجب سے عرس شروع ہو کر سورہ ۱۸ رجب المرجب کو ختم ہوتا ہے  
 ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اجیر میں وارد ہو کر شہزادے اسلام کے عرس میں ضرور شرکت کرے  
 عرس نہایت اعلیٰ پایہ پر ہوتا ہے ہر سال کسی نہ کسی طرح کی کرامت نو کا ظہور ہوتا رہتا ہے نہایت  
 بدلیصیب ہیں وہ لوگ کہ جو باوجود بے قدرت رکھنے کے عرس میں شرکت کے بغیر لوٹ جاتے ہیں۔  
**عرس حضرت تقی و حضرت تقی**۔ حضور امیر سید حسین خلسو انور اللہ مقدرہ کے عرس کے اتمام کو دوسرے  
 دن یہ عرس سنبھل گدہ پر ہوتا ہے یعنی سورہ ۱۹ رجب المرجب کو جو جوق لوگ زیارت کیلئے یہاں حاضر ہوئے  
 ہیں یہی عرس بی بی حافظہ جمال کا عرس بھی کہلاتا ہے بعد از دال جب آستانہ مبارک حضور امیر سید حسین خلسو انور اللہ  
 سے دہلی چولونکی چاڑ جاتی ہے اور تمام خدام آستانہ حاضر ہو کر فاتحہ دیتے ہیں اسکے بعد قتل ہو کر عرس ختم ہو جاتا ہے۔  
 وکیل آستانہ۔ اکثر حضرات غلط فہمی کے خیال سے اس لفظ پر بحث کرنے لگتے ہیں لہذا مطلع میں کہہ رہا ہوں  
 پر لازم ہے کہ دہلی دعا کے لئے خدام آستانہ سے ایک وکیل ضرور مقرر کریں اور اس کی کتاب میں اپنا  
 نام درج کرائیں تاکہ وہ وقتاً فوقتاً آستانہ میں انکے لئے دعا کے خیر کیا کرے۔

**اٹھارہویں شریف**۔ جس طرح سے حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کی گیارہویں شریف  
 اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی چبثی شریف عام مسلمان کرتے ہیں اسی طرح اٹھارہویں  
 شریف بھی حضور امیر سید حسین خلسو امیر علیہ الرحمہ کی ہر مسلمان کو کرنا چاہیئے کیونکہ اس اٹھارہویں شریف  
 کے پردہ میں ایک لاکھ اسی ہزار (۱۸۰۰۰۰) شہیدوں کا فاتحہ ہو گا جو باعث خیر برکت اور  
 سبیل راحت ثابت ہو کر دین و دنیا کی برکتیں بخشتے گا۔

تم لہر شد

ہر کہ خواند طبع دعا دارم  
 نازک من بندہ گنہگارم۔



فقرات توایح مشعر تحفه سلام مناقب محامد و خیر مقدم و شهادت و سال طبع  
سوا و نجمی زبده الاقتیا به یزم اولیا سپه سالار لشکر اسلام صاحب فوج حضرت  
مولینا سید حسین اصغر عرف ایر سید حسین سید میران خنگ سوار نور الله و تربیه  
از ذویه نشین گمنامی احقر سید غلام شبیر بلگرامی غفر له زیدی حسینی واسطی ساکن  
تعبه مار بهر برکت بهر باغ نیخته ضلع ایٹھ صوبه متحره آگره و اووه حالوار  
ضلع اجمیر راجپوتانه نزد مورخین بسال شهادت سید میران جنت مکانی اختلاف رویداده  
بعضی گفتند در ۳۹۱ هـ و بعضی فرمودند ۳۹۲-۳۹۳ هـ بنا برین راقم الحروف در هر دو سنین مان  
سال شهادت بوقت حاضری عرش شریف بهین و دوم رجب ۱۳۲۱ هـ لغایت ۱۳۲۳ هـ الحمری  
مطابق ۱۹۲۲ لغایت ۱۹۲۳ هـ حسب الارشاد جناب محترم نشی سید بنده حن صاحب قبله  
مصنف کتاب بذاکلید بردار در گاه سید میران جنت اشیانی بغرض  
حصول حسنات و برکات و محو شدن سیئات خود نوشتن اتفاق افتاد و

نوشتہ باند سبیه بر سفید  
نوئیده را نیست فردا امید  
هر که بیند دعا طمع دارم  
زانکه من بنده گنه گارم

سید غلام شبیر بلگرامی زیدی  
غلام شبیر بلگرامی زیدی  
۸۱ سمت بکری ۱۹  
از حروری منقوطه تاریخ هویدا است



شعر و کلام  
از غیاث القاضی  
۱۲



## سلام

کشور کشا سید میراں سلام - بے مثل کشور سید میراں سلام

۱۳۲۲ هجری

۱۹۲۳ عیسوی

بلبل بستان شمع بیل ناصر کل السلام

۱۳۲۲ هجری

نخبر صادق اعلیٰ اللہ مقامہ

۱۹۲۳ عیسوی

رحمت حق فدائے رب سلام علیک

۱۳۲۱ ہجری

نخوتر شہید وفا سلام علیک

۱۳۲۳ ہجری

## در ۹۱ سالہ

قبلہ مآدین السلام

۳۹۱ ہجری

ادیب جان ایان اسلام

۳۹۱ ہجری

خواد عالم پیدا سلام

۳۹۱ ہجری

بزرگ جہاں اکابر دین - اسلام - الصلوٰۃ والسلام

۳۹۱ ہجری

۳۹۱ ہجری

درگاہ آسمان جاہ

۳۹۱ هـ

یعنی حمام اسلام

۳۹۱ هـ

عجیب شاہ - زاہد شجاع

۳۹۱ هـ

کوئے دل کشا

۳۹۱ هـ

جبطہ بزم شہدا

۳۹۱ هـ

زہر بزم شہدا

۳۹۱ هـ

قطب الانام حین گدہ

۳۹۱ هـ

زیب دما حین گدہ

۳۹۱ هـ

مجمع سیہان اہل القہد - اہل دلکش - بلد دلکش - دنا دل میران - باد فامیران شہید شمس قدس سید العزیز -

۳۹۱ هـ

۳۹۱ هـ

۳۹۱ هـ

۳۹۱ ہجری

۳۹۱ هـ

۳۹۱ ہجری

(۲) مرقد والا جاہ - پاکال فدائے رب - جائے بادشاہ دین - جان عالم قبلہ دو جہاں - جامع القہد

۳۹۱ هـ

۳۹۱ هـ

۳۹۱ هـ

۳۹۱ هـ

۳۹۱ هـ

کیوان قدر - گردوں مکان - زیبا کوئے حین گدہ - سرمایہ جادو دانی - اہل دانش - ملک میراں

۳۹۱ هـ

۳۹۱ هـ

۳۹۱ هـ

۳۹۱ هـ

۳۹۱ ہجری

۹۱ سالہ در ۹۱ سالہ - قلم کہ تارا گدہ کا دور نام ہے

۹۱ سالہ در ۹۱ سالہ - قلم کہ تارا گدہ کا دور نام ہے

ال طبع

حضرت

دست

ساکن

خالوار

سیدادہ

فہرست

نما

پیری

تقبلہ

ض

کان حیان میران - زریب سواد میران - خیرالولد خردوس مکان  
 ۳۹۱ ۳۹۱ ۱۳۴۲ ہجری ۱۵

## سلام سائر شہداء حسین گڈ تارا گڈ جہا حیمیر

مجمع میہمان اہل اللہ - اہل دیہ سلام علیکم - سلام علیکم اہل ہدی اہل حیا  
 ۳۹۱ ۳۹۱ ۳۹۱ ہجری

اہل عطا اکابر جنباں - پاک لقب سید السلام  
 ۳۹۱ ہجری ۳۹۱ ہجری

## سلام در ستمند

جد ما سلام علیکم - یگانہ جان ایمان السلام - نیکو جان ایمان السلام - مہ پارتہ برزم اہل اللہ  
 ۳۹۱ ہجری ۳۹۱ ہجری ۳۹۱ ہجری ۳۹۱ ہجری

سید الصلوٰۃ والسلام - نہال جان ایمان السلام - بدر عالم پاک دل  
 ۳۹۱ ہجری ۳۹۱ ہجری ۳۹۱ ہجری

ایچی نیک دل سید السلام - ولی اللہ السلام وعلیک - مہام جان ایمان السلام  
 ۳۹۱ ہجری ۳۹۱ ہجری ۳۹۱ ہجری

## برائے سائر شہداء

اولیاء سلام علیکم - کوہ جود زبدۃ العارفین - احباب شہید دقا سلام علیکم - یا اہل اللہ سلام علیکم  
 ۳۹۱ ہجری ۳۹۱ ہجری ۳۹۱ ہجری ۳۹۱ ہجری

## فقرات توارخ شہادت سید میران نور اللہ مرقدہ

## در ۳۹۱

شیخ ادیب - پائے سید میران - محب - صالح بہادر - دائے شجاع  
 ۳۹۱ ۳۹۱ ۳۹۱ ۳۹۱

دل قابل - بہادر - عمدہ - جوان بہادر  
 ۳۹۱ ۳۹۱ ۳۹۱ ۳۹۱

سودا خانی سواد میران ۱۲

بہار شہداء ۱۳



## برائے سائر شہداء و حسین گدھ

اہل ہدی وائے شہید - اہل حیا وائے شہید - وائے زاهدان شہید - اہل دیہ وائے شہید  
 ۳۹۱ ہجری ۳۹۱ ۳۹۱ ۳۹۱

فقرات توارخ مشعر خیر مقدم جنت آشیانی ممدوح

## سنہ مقدم سپاہ اللہ

آمد سپہ سالار - ہادی برحق شہید - سلطان جہاں جان عالم - علم دین سپاہ اسلام  
 ۳۹۱ ۳۹۱ ۳۹۱ ۳۹۱

آمد والائے مالک سپاہ اللہ - زبدۃ العارفین حرام الدین - گرامی نسب ہادی  
 ۳۹۱ ۳۹۱ ۳۹۱

قبلہ دودماں سید حسین - اوج کوہ اعلیٰ اللہ مقامہ  
 ۳۹۱ ۳۹۱

## در ۳۹۱

آمد امیراں - نیکو لقب حرام دین - مقدم بہمن سپاہ اللہ بہم زمان حرام الدین مقوم اہل صفاء  
 ۳۹۱ ۳۹۱ ۳۹۱ ۳۹۱

ہادی دین برگزیدہ جہاں - عمدہ جوان بہادر - دانادل میراں - دلجو مرچیا جزاک اللہ  
 ۳۹۱ ۳۹۱ ۳۹۱ ۳۹۱

فقرات توارخ سال طبع اول سہو آخری مسقط نشی رہندہ جن صاحب میراں جنت آشیانی

کیا لطف عند لیب گل ہے - عمدہ تارخ فقہندی - تارخ نفیس شمع مجل  
 ۱۳۳۱ ۱۹۲۲ ۷۹ سمت ہجری ۱۹

عمدہ تاریخ سلطان العارفین - نامہ عالم میاں سید حسین خلکو - سہو آخری جہاں سید حسین اصغر فیاض عمر نور اللہ مقدمہ  
 ۶۱۹ ۲۲ ۶۱۹ ۲۲ ۶۱۹ ۲۲ ۶۱۹ ۲۲

## طبع ثانی در سال ۱۳۴۳ مطابق ۱۹۲۴ء

سوانح تصنیف اقدس جناب منشی سید بنده حسن صاحب شریف آستانہ

۱۳

ہجری

۴۳

برادر گرامی طوطی شیریں زباں - منیع کرم مداح آل رسول مہتال

۱۳۴۳ ہجری

۱۳۴۳ ہجری

سکنہ پاکیزہ جاحین گدہ تارا گدہ اجیر وسط ہند۔

۱۳۴۳ ہجری

تصنیف لطیف برگزیدہ جہاں جناب کرم منشی سید بنده حسن صاحب قلیل

۱۹۲۴ عیسوی

در یکتا ساکن حسین گدہ تارا گدہ اجیر وسط ہند - سوانح مخموری پاکیزہ پیکر سید حسین

۶۱۹۲۴

۶۱۹۲۴

خوش لقا بہادر اعلیٰ القاد مقامہ - رحمت عالم قدس سیرۃ العزیز

۶۱۹۲۴

۶۱۹۲۴

سوانح سیر الہی سید حسین اصغر - بے مثل پناہ خلق قدس سیرۃ العزیز

۶۱۹۲۴

۶۱۹۲۴

سوانح بزم انور سید حسین اصغر - بے مثل کوکب سادات قدس سیرۃ العزیز

۶۱۹۲۴

۶۱۹۲۴

اخبار زمانہ بہادر بے بہادر - سوانح خدا شناس سید حسین

۱۳۴۳ ہجری

۱۳۴۳ ہجری

بجا بہادر بیش بہا در - شہید عشق قدس سیرۃ العزیز

۱۳۴۳ ہجری

۱۳۴۳ ہجری

نہ کیوں صد تے ہوں لا دہیا پر جہان رخسہ میلان کا کہ وہ ہی اک شگوفہ ہی پیر کے گلستان کا



## درست

حال شاہ اولیاء - پاکیزہ باطن و اندامے رب - نیک فرجام - شاہ محبوب دلہا - شاہ دنواز

۴۰۰ ۴۰۰ ۴۰۰ ۴۰۰ ۴۰۰ ۴۰۰ ۴۰۰ ۴۰۰ ۴۰۰ ۴۰۰

درہائے حسین گذشتہ بے نفس سید حسین اویج کوہ اعلیٰ اللہ مقارنہ

۴۰۰ ۴۰۰ ۴۰۰ ۴۰۰ ۴۰۰ ۴۰۰ ۴۰۰ ۴۰۰ ۴۰۰ ۴۰۰

حال گردوں اہم - محبوب بزم ندائے رب - سہ بزم شہدار - شاہ زہاں - جرار - پاک شمسائل -

۴۰۰ ۴۰۰ ۴۰۰ ۴۰۰ ۴۰۰ ۴۰۰ ۴۰۰ ۴۰۰ ۴۰۰ ۴۰۰

کوہ زبدۃ العارفین - نمود ایساں سید حسین - اویج کوہ اعلیٰ اللہ مقارنہ

۴۰۰ ۴۰۰ ۴۰۰ ۴۰۰ ۴۰۰ ۴۰۰ ۴۰۰ ۴۰۰ ۴۰۰ ۴۰۰

حال رہنمائے جہاں - حال شاہ جہاں - حاکم حسین گڑھ - ولی پاک حسین گڑھ - پاکیزہ بزم شہدار - زمانہ میلان

۴۰۰ ۴۰۰ ۴۰۰ ۴۰۰ ۴۰۰ ۴۰۰ ۴۰۰ ۴۰۰ ۴۰۰ ۴۰۰

جیم میراں - جنگل میراں - قبلہ دودماں سید حسین - حال صدق نقال - حال جہاں افروز - مرقہ جہاں - بزم دلنشا

۴۰۰ ۴۰۰ ۴۰۰ ۴۰۰ ۴۰۰ ۴۰۰ ۴۰۰ ۴۰۰ ۴۰۰ ۴۰۰

ہادی گرامی نسب - محبہ محمدی الدین - جامعہ زبیا شاہ وین - مقبرہ پاکدل - قدوة السالکین عین بہشت

۴۰۰ ۴۰۰ ۴۰۰ ۴۰۰ ۴۰۰ ۴۰۰ ۴۰۰ ۴۰۰ ۴۰۰ ۴۰۰

قبر مومنین - دانا دل سید راں - نیک اساس سید حسین

۴۰۰ ۴۰۰ ۴۰۰ ۴۰۰ ۴۰۰ ۴۰۰ ۴۰۰ ۴۰۰ ۴۰۰ ۴۰۰

عین بمعنی - وہ ابر جو قید کی طرف سے اُٹھے - چونکہ حضور سید میراں جنت مکان حضور سرور عالم  
صلعم پیغمبر خدا سے بشارت و حکم پاکر روشن علی شاہ درویش کے استغاثہ پر - مدیۃ منورہ سے رخصت ہو کر بہشت  
احمیر شریف لا کر کنارہ پر فتح حاصل کی - اور اسلام پھیلایا - اس لیے یہ لفظ عین - نہایت سوزوں اور مناسب  
عین کے اور معنی یہ ہیں کہ اشرفی - ذریعہ - باران رحمت - جہت - سردار - ہر عمدہ چیز - ہر شے کی ذات نفس

ہر چیز کی حقیقت - پانی جاری ہونے کی جگہ چشمہ شیریں - دیدار - نظر کرنا - پیشوا - انگور - وغیرہ وغیرہ  
از لغات کشوری ۱۲ -

حال صابرین - پاکیزہ جادکشا - تدوۃ السائکین عالم بے بدل - حال نادرجہاں - حال بیارنیک - قطبیاں جادکشا  
۴۴۰ ۴ ۴۴۰ ۴ ۴۴۰ ۴ ۴۴۰ ۴ ۴۴۰ ۴ ۴۴۰ ۴

ابرار - مالک مکان سید حسین - مالک کامل سید حسین - ہادی آفاق سید حسین - حال دیکشا  
۴۴۰ ۴ ۴۴۰ ۴ ۴۴۰ ۴ ۴۴۰ ۴ ۴۴۰ ۴ ۴۴۰ ۴

چوک سید میراں - بیک سید حسین اصغر

۴۴۰ ۴ ۴۴۰ ۴ ۴۴۰ ۴ ۴۴۰ ۴ ۴۴۰ ۴ ۴۴۰ ۴

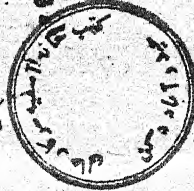
رحمت حق نواز اللہ مروتہ

۴۴۰ ۴ ۴۴۰ ۴ ۴۴۰ ۴ ۴۴۰ ۴ ۴۴۰ ۴ ۴۴۰ ۴

۵۰ سال میں اس توارخ عرض کردم - احقر سید غلام شبیر بلگرامی غفرلہ ۱۲ -

تَمَنَّا بِالْحَيَاةِ

دکنبہ سید لائق حسن محبت شاگرد مقرر



دکنبہ سید لائق حسن محبت شاگرد مقرر	دکنبہ سید لائق حسن محبت شاگرد مقرر
دکنبہ سید لائق حسن محبت شاگرد مقرر	دکنبہ سید لائق حسن محبت شاگرد مقرر
دکنبہ سید لائق حسن محبت شاگرد مقرر	دکنبہ سید لائق حسن محبت شاگرد مقرر

NOT TO BE ISSUED